شوال المکرم 1443ھ | جون 2022ء
ذوالقعدۃ الحرام

ماہنامہ خواتین

جلد:01 شمارہ:08

ویب ایڈیشن

وظائف ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2022ء

محتاجی سے بچنے کا وظیفہ

جو روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد 80 بار "یَا حَکِیْمُ" پڑھ لیا کرے، اِن شآءَ اللہ کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ (فیضانِ سنّت، 1/170)

ناک یا بدن کی ہڈی بڑھی ہوئی ہو تو

ناک یا بدن میں کوئی بھی ہڈّی بڑھی ہوئی ہو تو 92 دن تک روزانہ رات کو سونے سے پہلے بِسمِ اللہ شریف کے ساتھ سورۃُ العصر کی آیت نمبر دو 100 بار اور اوّل و آخر درودِ پاک پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیجئے۔

(گھریلو علاج، ص 85 ملخصاً)

قرضہ اتارنے کا وظیفہ

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ تا حصولِ مراد ہر نماز کے بعد 11، 11 بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ (اول و آخر ایک ایک بار درود شریف کے ساتھ) پڑھئے۔

(فیضان رمضان، ص 112)

تبادلے (Transfer) کے لئے وظیفہ

ظہر کی نماز کے بعد 11 یا 21 یا 41 بار ہر بار بِسم اللہ شریف کے ساتھ سورۃُ اللّھب پڑھئے۔ اِن شآءَ اللہ حسبِ خواہش تبادلہ ہو جائے گا۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص 28)

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp: 0348-6422931

مناجات

یاخدا میری مغفرت فرما

یا خدا میری مغفرت فرما
باغِ فردوس مرحمت فرما

دینِ اسلام پر مجھے یارب
اِستقامت تُو مَرحمت فرما

تُو گناہوں کو کر مُعاف اللہ
میری مقبول معذرت فرما

تُو شرَف زیرِ گنبدِ خضرا
مجھ کو مرنے کا مرحمت فرما

سرفراز اور سُرخرو مولیٰ
مجھ کو تُو روزِ آخرت فرما

مشکلوں میں مِرے خدا میری
ہر قدم پر معاونت فرما

ہو نہ عطّارؔ حشر میں رُسوا
بے حساب اس کی مغفرت فرما

وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص75

از امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ

نعت

ہے ذِکر میرے لب پر ہر صبح وشام تیرا

ہے ذِکر میرے لب پر ہر صبح و شام تیرا
میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

تُو نائبِ خدا ہے محبوبِ کبریا ہے
ہے مُلک میں خدا کے جاری نظام تیرا

بٹتا ہے دو جہاں میں تیرے ہی گھر سے باڑا
لینا ہے سب کا شیوا دینا ہے کام تیرا

کیا خوب ہو جو مجھ سے آ کر صبا یہ کہدے
پہنچا دیا ہے میں نے شہ کو سلام تیرا

دستِ عطا میں تیرے رحمت کی کنجیاں ہیں
بٹتا ہے سب کو صدقہ ہر صبح و شام تیرا

تو پیشوا ہے سب کا سب مقتدی ہیں تیرے
اقصیٰ میں کیسے بنتا کوئی امام تیرا

وہ دن خدا دکھائے تجھ کو جمیلِ رَضوی
ہو جائے ان کے در پہ قصہ تمام تیرا

قبالۂ بخشش، ص23-26

از مدّاحُ الحبیب محمد جمیلُ الرحمن رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

چوری جرم ہے

بنت طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری ہے: وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِؕ (پ6، المآئدۃ:38)

ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر ان کے عمل کے بدلے میں ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

تفسیر: اس آیت میں چور کی سزا بیان کی گئی ہے کہ شرعی اعتبار سے جب چوری ثابت ہو جائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔[1] **چوری کی تعریف:** سرقہ یعنی چوری کا لغوی معنٰی ہے: خفیہ طریقے سے کسی اور کی چیز اٹھا لینا۔[2] **شرعی تعریف:** چوری کی شرعی تعریف یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص کا کسی ایسی محفوظ جگہ سے کہ جس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو، دس درہم یا اتنی مالیت (یا اس سے زیادہ) کی کوئی ایسی چیز جو جلدی خراب ہونے والی نہ ہو، چھپ کر کسی شبہ و تاویل کے بغیر اٹھا لینا۔[3]

چوری کرنے کا شرعی حکم: چوری گناہِ کبیرہ ہے۔ **چوری سے متعلق وعیدیں:** چور کے لئے شریعت میں سخت وعیدیں مروی ہیں، چنانچہ چور کے تین حروف کی نسبت سے چوری سے متعلق تین وعیدیں ملاحظہ فرمائیے: ❶ چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔[4] ❷ اگر اس نے ایسا کیا (یعنی چوری کی) تو بے شک اس نے اسلام کا پٹا اپنی گردن سے اتار دیا، پھر اگر اس نے توبہ کی تو اللہ پاک اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔[5] ❸ اللہ پاک چور پر لعنت فرمائے، جو رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔[6] **وضاحت:** حدیثِ مبارکہ میں رسی چرانے کا انجام بتایا گیا ہے کہ اس طرح کی معمولی چوریاں کرتے کرتے بندہ چوری کے نصاب کی مقدار مال چرا لیتا ہے اور بالآخر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، ورنہ فقط انڈہ یا رسی چرانے پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا کہ ان کی مالیت چوری کے نصاب کو نہیں پہنچتی۔[7]

چور کی سفارش کرنا کیسا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: (ایک مرتبہ) قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت فکر مند تھے، جس نے چوری کی تھی (کہ اس کو کس طرح سزا سے بچایا جائے؟) چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عورت کے مقدمے میں کون حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے سفارش کر سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بہت محبت ہے، اس لئے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے کچھ کہنے کی جرأت حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ پاک کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا کہ ان میں سے کوئی شریف آدمی (یعنی دنیاوی عزت و طاقت رکھنے والا) چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اگر ان میں سے کوئی کمزور، غریب آدمی چوری کرتا تو سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔[8] معلوم ہوا! مجرم کی سزا میں اس کا مرتبہ نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کا جرم دیکھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور نے معزز قبیلے سے ہونے کے باوجود اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

کسی پر چوری کا الزام لگانا کیسا؟ بے سوچے سمجھے کسی کو چور نہ

کہئے کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا: تونے چوری کی۔ وہ بولا: ہر گز نہیں! اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: میں اللہ پاک پر ایمان لایا اور میں نے خود کو جھٹلایا۔[9] امام نَوَوی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: کلام کا ظاہر یہ ہے کہ میں نے اللہ کی قسم کھانے والے کی تصدیق کی اور اس کا چوری کرنا جو میرے سامنے ظاہر ہوا، میں نے اس کو جھٹلایا۔ (وضاحت یہ ہے کہ) شاید اس شخص نے وہ چیز لی تھی جس میں اس کا حق تھا یا اس نے غصب کا ارادہ نہ کیا تھا یا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ظاہری طور پر یوں محسوس ہوا کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لی (یعنی چرائی) ہے لیکن جب اس نے قسم کھائی تو آپ نے اپنے گمان سے رجوع کر لیا۔[10] معلوم ہوا! جس کا چور ہونا شرعاً ثابت نہ ہو اس کو مجرم قرار دینا گناہ ہے، اسی طرح کسی کو چور مشہور کر دینا یعنی کسی کو بطورِ مجرم مشہور کر کے ذلیل و خوار کر دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے اور اس میں اس مسلمان بلکہ اس کے پورے خاندان کی سخت بے عزّتی اور شدید دل آزاری کا سامان ہے۔ لہٰذا جس کے یہاں چوری ہو وہ خواہ مخواہ ہر ایک پر شُبہ کرے نہ تہمت دھرے، جیسا کہ آج کل اکثر ایسا ہو رہا ہے مثلاً گھر میں کوئی چیز چوری ہو جاتی ہے تو کبھی بے قصور بہو تہمت کی زد میں آتی ہے تو کبھی بھاوج کی شامت آتی ہے یا گھر کے نوکر پر بجلی گرائی جاتی ہے، حالانکہ کسی کے متعلق شرعی ثبوت تو درکنار بسا اوقات کوئی واضح قرینہ بھی نہیں ہوتا! لہٰذا سبھی کو اس روایت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جس کا مال چوری ہوا، ہمیشہ تہمت (لگانے) میں لگا رہے گا یہاں تک کہ وہ چور سے (بھی) بڑا مجرم بن جائے گا۔[11]

چوری کا مال خریدنا کیسا؟ چوری کا مال خریدنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے جاننے کے باوجود چوری کا مال خریدا وہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا۔[12] چنانچہ علمائے کرام نے چوری کا مال خریدنے کے متعلق بیان کیا ہے کہ یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ مال چوری کا ہے یا واضح قرینہ کی بنیاد پر گمان قائم ہوتا ہو کہ یہ چوری کا مال ہے تو ان دونوں صورتوں میں خریداری جائز نہ ہو گی اور اگر نہ معلوم تھا نہ ہی قرینہ تھا، لیکن خریداری کے بعد پتا چل گیا، تب بھی یہ مال مالک کو واپس کر دینا لازم ہے۔[13] چوری کی ایک صورت بجلی چوری کرنا بھی ہے۔ جیسا کہ امیر اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ سے سوال کیا گیا: بعض لوگ ربیع الاول کے مہینے میں چوری کی بجلی سے گلیاں اور روڈ وغیرہ سجاتے ہیں، ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: چوری کی بجلی سے گلیاں اور روڈ وغیرہ سجانا، چراغاں کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ لہٰذا ہمیں جشنِ ولادت کی خوشی میں کنڈے کے ذریعے بجلی چوری کر کے چراغاں نہیں کرنا، بلکہ قانونی طور پر بجلی فراہم کرنے والے ادارے کو بل ادا کر کے چراغاں کرنا ہے، اسی طرح کسی اور موقع مثلاً شادی کی تقریبات یا فیکٹری، کارخانہ، دوکان اور گھر وغیرہ کیلئے بھی چوری کرنا ناجائز و حرام ہے۔ جس نے ماضی میں ایسا کیا ہے وہ توبہ بھی کرے اور جتنی بجلی چوری کی ہے حساب لگا کر متعلقہ ادارے کو اتنا بل ادا کرے۔[14]

چوری سے حفاظت کا وظیفہ: امیر اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ نے مال کی حفاظت کے لئے وظیفہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یَاجَلِیْلُ دس بار پڑھ کر جو اپنے مال و اسباب اور رقم وغیرہ پر دم کر دے ان شاءَ اللہ چوری سے محفوظ رہے گا۔[15] اللہ کریم ہمیں چوری جیسی مذموم حرکت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر صراط الجنان، 2/428 2 ہدایہ، 1/362 3 فتح القدیر، 5/120 4 مسلم، ص52، حدیث: 202 5 نسائی، ص783، حدیث: 4882 6 مسلم، ص716، حدیث: 4408 7 فیض القدیر، 5/344، تحت الحدیث: 7260 ملخصاً 8 بخاری، 2/468، حدیث: 3475 9 مسلم، ص990، حدیث: 6137 10 شرح مسلم للنووی، 8/122 11 شعب الایمان، 5/297، حدیث: 6707 12 شعب الایمان، 4/389، حدیث: 5500 13 ماہنامہ فیضان مدینہ، جولائی 2017، ص30 بتغیر 14 ماہنامہ فیضان مدینہ، دسمبر 2017، ص10 15 40 روحانی علاج مع طبی علاج، ص6

مصیبت پر صبر

سلسلہ شرح حدیث

بنت کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز
خوشبوئے عطار واہ کینٹ

بخاری شریف میں ہے: عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔[1] یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے قریب رو رہی تھی تو ارشاد فرمایا: اللہ پاک سے ڈر اور صبر کر۔

حدیث کی شرح

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شاید وہ عورت نوحہ کر رہی تھی اور بہت زیادہ رو رہی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اسے تقویٰ یعنی اللہ پاک سے ڈرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ جبکہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اللہ پاک سے ڈرنے کا حکم اس لیے فرمایا تاکہ اس کیلئے صبر کرنا آسان ہو جائے۔ گویا آپ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے صبر نہ کیا تو اللہ پاک کے غضب سے ڈر! اور آہ و زاری نہ کر! تاکہ تجھے اس پر ثواب ملے۔[2]

یاد رہے! مصیبت جتنی بڑی ہو اس پر صبر کرنے کا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔ یقیناً بیٹے کی موت ماں کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے اور بڑے صدمے کے وقت صبر کرنا ہی اصل صبر ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس عورت کو صبر کی تلقین فرمائی۔ صبر کہتے کسے ہیں؟ صبر کے لغوی معنیٰ رکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کے ہیں۔ نفس کو اس چیز سے روکنا (یعنی ڈٹ جانا) جس سے رکنے (یعنی ڈٹے رہنے) کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہے، صبر کہلاتا ہے۔[3] **صبر کی اقسام:** حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قراٰنِ کریم میں صبر کی 3 صورتیں مذکور ہیں: ❶ اللہ پاک کے فرائض کی ادائیگی پر صبر ❷ اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں پر صبر ❸ مصیبت میں پہلے صدمہ کے وقت صبر۔ جس نے فرائض کی ادائیگی پر صبر کیا اس کے لیے 300 درجات، جس نے اللہ پاک کی حرام کردہ اشیا پر صبر کیا (یعنی ان سے بچا) اس کیلئے 600 درجات اور جس نے مصیبت میں پہلے صدمہ کے وقت صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اس کے لیے 900 درجات ہیں۔[4]

صبر کب کرنا چاہیے؟ حدیثِ مبارکہ میں ہے: اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی یعنی صبر تو پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے۔[5] علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃُ القاری میں فرماتے ہیں: صدمہ کا لغوی معنیٰ ہے: کسی سخت چیز پر مارنا، پھر مجازاً اسے ہر ناپسندیدہ کام کے لئے بولا جانے لگا۔ حدیثِ پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک پہلے صدمے کے وقت کیا جانے والا صبر ہی حقیقی ہے۔ کیونکہ مصیبت ختم ہونے کے بعد پر سکون ہو جانے کو صبر نہیں تسلی کہتے ہیں جیسا کہ کثیر مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مصیبت کی ابتدا کے وقت دل کو اچانک صدمہ پہنچتا ہے اور اس وقت قرار نہیں آتا، چنانچہ پھر بھی اللہ پاک کی رضا پر راضی رہا جائے تو یہ حقیقی صبر ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آدمی کو مصیبت پر اجر نہیں ملے گا کیونکہ وہ اس کے اپنے عمل سے نہیں پہنچی، البتہ اسے اچھی نیت اور صبرِ جمیل پر اجر دیا جائے گا۔[6] **آنسو رحمت ہیں:** یاد رہے! شدتِ غم سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانا صبر کے خلاف نہیں بلکہ احادیثِ مبارکہ میں اسے رحمت فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بشری تقاضوں میں سے ہے اور دل کی نرمی و رحم دلی کی علامت ہے۔ **عورتوں کا قبروں پر جانا منع ہے:** مذکورہ حدیثِ

مبارکہ میں ذکر ہے کہ وہ عورت اپنے بیٹے کی قبر کے پاس رو رہی تھی۔ یہاں یہ مسئلہ یاد رکھئے کہ عورتوں کا قبروں پر جانا منع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: اَصَحّ (صحیح ترین) بات یہ ہے کہ عورتوں کو قبر پر جانے کی اجازت نہیں۔[7] **صبر کے فضائل:** قرآن وحدیث میں صبر کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں: پارہ 23 سورۃ الزمر آیت نمبر 10 میں ارشادِ باری ہے: اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ⑩ (پ23، الزمر:10) ترجمہ: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا ثواب بے حساب بھرپور دیا جائے گا۔ حدیثِ مبارکہ میں اولاد کی موت پر صبر کرنے والے کے لیے جنت میں ایک مکان کی بشارت دی گئی ہے جس کا نام بَیْتُ الْحَمْد ہو گا۔[8] **مصیبت چھپانے کی فضیلت:** حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ پاک پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔[9] **اللہ پاک نے وہی لیا جو اس کا تھا:** حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے علی بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا: اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى یعنی جو چیز اللہ پاک کی تھی وہ اس نے لے لی اور اسی کا ہے جو اس نے دیا۔[10] علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ پاک جس چیز کو واپس لینے کا ارادہ فرماتا ہے یہ وہی چیز ہے جو اللہ پاک نے بندے کو عطا فرمائی تھی۔ اگر وہ بندے سے لے لے تو اللہ پاک نے وہی لیا جو اس کا تھا۔ لہٰذا اس وقت بے صبری اور رونا پیٹنا مناسب نہیں کیونکہ اگر کسی کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر اس سے واپس طلب کی جائے تو اسے رونا پیٹنا نہیں چاہیے۔[11] **صبر نہ کرنے کے نقصانات:** صبر کرنے کے جہاں بے شمار فضائل و فوائد ہیں وہیں صبر نہ کرنے کے نقصانات بھی ہیں۔ سب سے بڑھ کر نقصان اس ثواب سے محرومی ہے جو صبر کرنے کی صورت میں حاصل ہونا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مصیبت ایک ہوتی ہے لیکن جب بندہ آہ و بکا کرے تو دو مصیبتیں بن جاتی ہیں: ایک تو وہی مصیبت اور دوسری مصیبت (صبر) کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ مصیبت پہلی سے بڑھ کر ہے۔[12]

چپ کرسیں تا موتی ملسن، صبر کریں تا ہیرے
پاگلاں وانگوں رولا پاویں، ناں موتی ناں ہیرے

بعض اوقات بے صبری کفر تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات بے صبری میں زبان سے کلمہ کفر بھی نکل جاتے ہیں: مثلاً اللہ پاک کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، یا اللہ پاک! تجھے اس کی بھری جوانی پر بھی رحم نہ آیا؟ اے اللہ پاک! تجھے فلاں کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر بھی ترس نہ آیا؟ وغیرہ۔ (العیاذ باللہ) اس کے علاوہ بے صبری سے مصیبت دور ہونے کے بجائے بڑھ جاتی ہے۔ بے صبری کرنے والیاں حکمِ الٰہی سے اعراض کرتی ہیں۔ بے صبری انسان کو رحمتِ الٰہی سے نااُمید کر دیتی ہے۔ **مصیبتوں پر صبر کا ذہن کیسے بنے؟** جب کوئی مصیبت آئے تو اس طرح اپنا ذہن بنائیے کہ ☚ بے صبری سے میری مصیبت کم یا ختم نہیں ہو گی اُلٹا وہ ثواب بھی جاتا رہے گا جو صبر کرنے کی صورت میں ملنا تھا۔ ☚ اس کے برعکس اگر صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ پاک کی رضا میں راضی رہی تو دنیا میں بھی راحت نصیب ہو گی اور جنت کی ابدی نعمتیں بھی حاصل ہوں گی۔ ☚ صبر کا ذہن بنانے کے لیے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص سَیِّدِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، صحابہ کرام، شہدائے کربلا و اسیرانِ کربلا علیہم الرضوان پر آنے والی مصیبتوں کو یاد کیجئے۔ ☚ اپنے سے بڑھ کر مصیبت زدہ کی طرف دیکھیے اور اللہ پاک کا شکر ادا کیجیے کہ آپ کی مصیبت اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

مصائب میں کبھی حرفِ شکایت لب پہ مت لانا
وہ کر کے مبتلا بندے کو اپنے آزماتا ہے

---

❶ بخاری، 1/433، حدیث: 1283 ❷ عمدۃ القاری، 6/93، تحت الحدیث: 1283 ❸ مفردات امام راغب، حرف الصاد، ص273 ❹ لباب الاحیاء، ص276 ❺ بخاری، 1/434، حدیث: 1283 ❻ عمدۃ القاری، 6/94، تحت الحدیث: 1283 ❼ فتاویٰ رضویہ، 9/537 ❽ ترمذی، 2/313، حدیث: 1023 ماخوذاً ❾ مجمع الزوائد، 10/450، حدیث: 17872 ❿ بخاری، 1/434، حدیث: 1284 ماخوذاً ⓫ فتح الباری، 4/136، تحت الحدیث: 129 ⓬ درۃ الناصحین، ص193

بنت فیاض عطاریہ مدنیہ
ناظم آباد کراچی

شرک کی اقسام (قسط دوم)

الحمدللہ! گزشتہ شمارے میں شرک کی تعریف اور اس کے متعلق بنیادی باتیں ذکر کی گئی تھیں، زیرِ نظر مضمون میں شرک کی اقسام وصورتیں ذکر کی جارہی ہیں۔ چنانچہ،

شرک کی دو اَقسام: ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے شرک کی دو اقسام ہیں: (1) شرکِ جلی (2) شرکِ خفی۔ شرکِ جلی کا مطلب ہے "نمایاں طور پر شرک کرنا۔" جیسا کہ اللہ پاک کی ذات، اس کی صفات یا اس کے افعال میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرکِ جلی یعنی واضح طور پر شرک ہے۔ جبکہ شرکِ خفی کا مطلب ہے پوشیدہ شرک یعنی ریاکاری۔

شرک کا حکم: شرکِ جلی خواہ ایک لمحے کے لئے ہی کیوں نہ ہو بندہ فوراً دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ جبکہ شرکِ خفی گناہ ضرور ہے مگر اس کا مرتکب مسلمان ہی رہتا ہے، کافر نہیں ہوتا۔ شرکِ جلی کو شرکِ اکبر اور شرکِ خفی کو شرکِ اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

شرک کی صورتیں: شرک کی مختلف صورتیں ہیں:

(1) ذات میں شرک: اس سے مراد اللہ پاک کی ذات میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا یا کسی کو اس کے جیسا ماننا ہے۔ یاد رہے! اللہ پاک ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ خود قرآنِ پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ (پ30، الاخلاص:1) ترجمہ: تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے۔ **(2) ناموں میں شرک:** اللہ پاک کے خاص ناموں میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ یعنی اللہ پاک کے خاص ناموں پر کسی کا نام رکھنا شرک ہے جیسے کسی اور کو اللہ کہنا۔ تفسیرِ خزائنُ العرفان میں ہے: کسی کو اس کے ساتھ اِسمی شرکت بھی نہیں اور اس کی وحدانیت اتنی ظاہر ہے کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبودِ باطل کا نام اللہ نہیں رکھا۔[1] **(3) کاموں میں شرک:** جو کام اللہ پاک کے ساتھ خاص ہیں ان کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ کوئی اور بھی کر سکتا ہے شرک ہے جیسے نبوت ورسالت عطا فرمانا کہ یہ اللہ پاک کا ہی مبارک فعل ہے۔ **(4) اَحکام میں شرک:** اللہ پاک کے احکام میں کسی دوسرے کو شریک جاننا یا اس کے حکم کو اللہ پاک کے حکم کے برابر قرار دینا بھی شرک ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: وَّلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ (پ15، الکہف:26) ترجمہ: اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ **(5) عبادات میں شرک:** اللہ پاک کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک جاننا یا عبادت کا حق دار سمجھنا بھی شرک ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے: اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (پ16، الکہف:110) ترجمہ: تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ **(6) صفات میں شرک:** اللہ پاک کی کسی صفت میں مخلوق کو شریک کرنا یا کسی اور میں ویسی ہی صفات ماننا بھی شرک ہے۔ جیسے اللہ پاک کی ایک صفت قدیم ہونا بھی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اب کسی مخلوق کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بھی قدیم یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو یہ اللہ پاک کی صفات میں شرک ہے۔

---

[1] تفسیر خزائن العرفان، ص579

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط دوم)

نورِ نبوی کی منتقلی پر جانوروں کی گواہی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نورِ مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں منتقل ہوا تو اس رات قریش کے تمام جانوروں نے یہ گواہی دی کہ رب کعبہ کی قسم! آج کی رات محمد عربی اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہو گئے ہیں، وہ دنیا کی امان ہوں گے (یعنی دنیا میں امن قائم کریں گے) اور دنیا والوں کے آفتاب ہوں گے (یعنی دنیا کو توحید کی روشنی سے منور کریں گے)۔ اس رات قریش کے علاوہ تمام جزیرۂ عرب کے کاہنوں کا علم چھین لیا گیا، دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹا دیئے گئے اور ہر بادشاہ اس دن قوت گویائی سے محروم رہا، مشرق سے مغرب تک کے جانور، بلکہ پانی کے بھی تمام جاندار ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے کہ ابو القاسم بس تشریف لانے ہی والے ہیں۔[(1)]

نورِ نبوی کی منتقلی پر شیطان کی دہائی: جب اللہ پاک کے اذن سے نورِ سرکار بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر میں منتقل ہوا تو جہاں دنیا بھر کے بت اوندھے منہ گرے وہیں شیطان لعین 40 دن تک اوندھے منہ پڑا رہا، پھر وہ باؤلا سا بھاگا بھاگا پھرنے لگا، اس کا چہرہ تاریک ہو چکا تھا، یہاں تک کہ جبل ابی قبیس پر پہنچ کر بلند آواز سے چیخ و پکار کرتے ہوئے رونے لگا۔ چنانچہ دنیا کے ہر کونے سے اس کے چیلے دیگر شیاطین اس کے اس واویلے کو دیکھتے ہوئے اس کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے اس سے اس کیفیت کی وجہ پوچھی تو وہ بولا: تم سب ہلاک و برباد ہو جاؤ! فلاں عورت نے ہم سب کی ہلاکت کا سامان کر دیا ہے۔ انہوں نے حقیقت جاننا چاہی تو ابلیس بولا: جلد ہی آخری نبی حضرت محمد پیدا ہونے والے ہیں، ان کے پاس توحید کی ایسی تلوار ہو گی جس سے وہ ہمیں اس طرح کاٹیں گے کہ اس کے بعد زندگی کا تصور محال ہو گا، وہ تمام ادیان کو مٹا دیں گے، بت پرستی کا خاتمہ کر دیں گے، بلکہ ہم دنیا میں جدھر بھی جائیں گے اللہ پاک کی وحدانیت کا ہی چرچا پائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ یہی وہ ہستی ہیں جن کی امت کی وجہ سے اللہ پاک نے مجھ پر لعنت فرمائی اور مجھے دھتکارا ہوا شیطان بنا دیا، ان کی امت ہر طرف اللہ پاک کی وحدانیت کے ڈنکے بجائے گی۔ شیطان کی یہ باتیں سن کر سب پریشان تو ہوئے مگر انہوں نے شیطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ پریشان نہ ہوں، اللہ پاک نے ان سے پہلے بھی ایسے انسانوں کو پیدا کیا تھا جو ان سے زیادہ سخت تھے اور ان کے اموال و اولاد بھی ان سے کثیر تھے، جب ہم نے ان سے نپٹ لیا تو ان کو بھی دیکھ لیں گے۔ ابلیس بولا: ان پر کیسے قابو پاؤ گے؟ کیونکہ ان میں بہت سی اچھی خصلتیں پائی جائیں گی، یعنی یہ اچھی باتوں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکنے والے ہوں گے۔ اس پر ایک شیطان بولا: ہم عالم کو اس کے علم سے، جاہل کو اس کی جہالت سے، دنیادار کو دنیا کی محبت سے، زاہد کو اس کے زہد سے اور ریاکار کو اس کی ریاکاری سے بھٹکائیں گے۔ ابلیس بولا: یہ سب تو ٹھیک ہے مگر وہ سب تو اللہ پاک کے دامنِ رحمت کو مضبوطی سے پکڑے ہوں گے، پھر کیا کرو گے؟ تو ایک اور شیطان بولا: اگر ایسا ہے تو ہم ان میں گمراہ کن خواہشات، بخل اور ظلم کو ترویج دیں گے تو یقیناً ان کی

وجہ سے وہ خود ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ سن کر ابلیس کھلکھلا کر ہنسنے لگا اور بولا: تمہاری یہ باتیں سن کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور دل کو قرار آگیا ہے۔[2]

استقرارِ حمل کب اور کس ماہ میں ہوا؟ اس حوالے سے متفرق اقوال مروی ہیں، البتہ! دن کون سا تھا؟ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اصح یہ ہے کہ شبِ جمعہ تھی، اسی لئے امام احمد رحمۃُ اللہِ علیہ شبِ جمعہ کو شبِ قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں اتری اس کے ہمسر نہ کبھی اُتری نہ قیامت تک اترے، وہاں **تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا** (اس میں فرشتے اور روح الامین اترتے ہیں۔) یہاں مولائے ملائکہ و آقائے روح کا نزولِ اجلال عظیم الفتوح ہے۔[3] یعنی شب قدر میں فرشتے اور جبرائیلِ امین علیہ السّلام اترتے ہیں جبکہ شب جمعہ ان سب کے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نزول ہوا۔

یہ ماہ کون سا تھا؟ اس کے متعلق مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اہل عرب زمانہ جاہلیت میں دو حرکتیں کرتے تھے ایک تو کبھی سال کو تیرہ ماہ کا بنا دینا، دوسرے مہینوں کی تبدیلی۔ اگر اُن کی جنگ کے زمانہ میں ماہ حرم مثلاً رجب آجاتا اور ابھی جنگ باقی ہوتی تو اسے کوئی اور مہینا قرار دے لیتے تاکہ جنگ جاری رکھ سکیں، پھر جنگ ختم ہونے کے بعد کسی اور مہینے کو رجب مان لیتے، یوں ہی بقر عید میں تبدیلی کر لیتے تھے تاکہ حج جس موقع پر آسان ہو اس پر کر لیں۔ چنانچہ جس سال جنابِ آمنہ خاتون حاملہ ہوتی ہیں اسی سال رجب کو بقر عید مان کر حج کیا گیا تھا، اسی لیے روایات میں آتا ہے کہ جنابِ آمنہ کا حاملہ ہونا ایام منیٰ میں ہوا، چنانچہ اس سے وہ اعتراض اٹھ گیا کہ جب استقرارِ حمل شریف ایامِ حج میں ہوا اور ربیع الاول میں ولادت مبارک ہوئی تو نو ماہ کیسے پورے ہوئے۔ معلوم ہو گیا کہ وہ ماہِ رجب تھا جسے بقر عید بنا کر حج کیا گیا تھا۔[4]

مدتِ حمل: جامع الآثار فی مولد النبی المختار نامی کتاب میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں کامل نو ماہ تشریف فرما رہے۔[5]

حمل کا علم کب اور کیسے ہوا؟ حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: مجھے معلوم ہی نہیں ہوا کہ میں حاملہ ہوں، بلکہ دیگر عورتیں جس طرح حمل کے دنوں میں بوجھ اور تھکن وغیرہ محسوس کرتی ہیں، مجھے کچھ بھی محسوس نہ ہوا۔[6]

بی بی آمنہ رضی اللہُ عنہا کو اپنے حاملہ ہونے کا احساس کیسے ہوا؟ اس کے متعلق آپ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نیم خوابیدہ کیفیت میں تھی کہ کسی نے مجھ سے کہا: اے آمنہ! آپ کو معلوم ہے کہ آپ حاملہ (یعنی ماں بننے والی) ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو اس نے بتایا کہ میں اس امت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہوں۔ جس دن یہ بات مجھے معلوم ہوئی وہ پیر کا دن تھا۔[7]

علامہ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں جلوہ گر ہوئے تو خواب میں آپ کی والدہ اور والد دونوں کو اس کے متعلق بشارت دی دی گئی تھی۔ جیسا کہ آپ نقل فرماتے ہیں کہ بی بی آمنہ رضی اللہُ عنہا ایک صبح بیدار ہوئیں تو اپنے شوہر یعنی حضرت عبد اللہ رضی اللہُ عنہ سے عرض کرنے لگیں: آج میں نے خواب میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ایک بیٹے کی ماں بننے والی ہیں اور اس کا نام احمد رکھئے گا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بھی فرمانے لگے: میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے اور مجھے بھی یونہی کسی نے کہا ہے۔[8] ۔۔۔(جاری ہے)

---

❶ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص 362، حدیث: 555 ❷ شرف المصطفٰے، 1 / 347، حدیث: 92 ❸ فتاویٰ رضویہ، 26 / 407 ❹ مراٰۃ المناجیح، 4 / 171 ❺ جامع الآثار فی مولد النبی المختار، 2 / 715 ❻ سیرت حلبیہ، 1 / 69 ❼ خصائص الکبری للسیوطی، 1 / 72 ❽ جامع الآثار فی مولد النبی المختار، 2 / 704

حضرت یعقوب علیہ السلام کا معجزہ

سید الصابرین[1] کا نام یعقوب جبکہ لقب اسرائیل ہے، بعض نے کہا آپ کا نام اسرائیل ہے اور آپ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔[2] آپ علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پوتے حضرت اسحاق علیہ السّلام کے بیٹے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کے والد ماجد ہیں یعنی آپ کے والد اور دادا بھی نبی تھے، آپ خود بھی نبی تھے اور آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام بھی نبوت سے سرفراز ہوئے۔ بلاشبہ آپ اللہ پاک کے بہت ہی برگزیدہ نبی ہیں، آپ کی دادی حضرت سارہ کو پہلے ہی اپنے پوتے یعنی آپ کی ولادت کی بشارت دے دی گئی تھی، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: وَ امْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَۙ-وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ(۷۱) (پ12، ھود: 71) ترجمۂ کنز العرفان: اور ان کی بیوی (وہاں) کھڑی تھی تو وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی خوش خبری دی۔

حضرت یعقوب علیہ السّلام کا صبر و استقلال نہایت ہی عظیم الشان تھا۔ محققین علما پارہ 13 سورہ یوسف کی آیت نمبر 94 کے تحت فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت یعقوب علیہ السّلام کی آزمائش کے اختتام پر ان تک حضرت یوسف علیہ السّلام کی خوشبو کو 8 دن کے طویل فاصلے سے پہنچا دیا اور آپ نے وہ خوشبو سونگھی۔ نیز دونوں شہروں کے بہت قریب ہونے کے باوجود 40 یا 80 سال تک حضرت یعقوب علیہ السّلام کو حضرت یوسف علیہ السّلام کا پتا نہ چلنا دونوں نہایت ہی عجیب اور خلافِ عادت باتیں ہیں، اس لئے یہ دونوں باتیں حضرت یعقوب علیہ السّلام کا معجزہ ہیں۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر آسان چیز آزمائش کے زمانے میں مشکل لگتی ہے اور ہر مشکل چیز خوش حالی کے زمانے میں آسان ہو جاتی ہے۔[3]

مختصر واقعہ

حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے بارہ بیٹوں میں سب سے زیادہ حضرت یوسف علیہ السّلام سے پیار کرتے تھے، اس وجہ سے آپ کے دوسرے بیٹے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السّلام سے حسد میں مبتلا ہوگئے اور ان کو شہید کرنے یا کہیں دور چھوڑ آنے کے بہانے ڈھونڈنے لگے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ انہیں کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیا جائے تاکہ کوئی انہیں وہاں سے نکال کرلے جائے۔[4] اس کا تذکرہ قرآنِ کریم کی سورہ یوسف کی دسویں آیت میں ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں ڈال دیا اور اپنے والد سے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو بھیڑیا کھا گیا تو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السّلام بہت غمگین ہوئے اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے بینائی بھی کمزور ہو گئی۔ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت یعقوب فراقِ یوسف میں 40 یا 80 سال روئے لیکن مایوس نہ ہوئے۔[5]

کئی برس گزر جانے کے بعد اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو عزیزِ مصر بنا دیا اور پھر جب کنعان میں قحط سالی ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائی غلہ لینے کیلئے مصر گئے، تو وہاں بھائیوں نے آپ کو پہچان لیا اپنے کئے پر نہایت نادم ہوئے اور معافی مانگنے لگے، آپ نے انہیں معاف کر دیا اور اپنے والد صاحب کی خیریت دریافت کی۔ بھائیوں نے بتایا کہ وہ آپ کی

محبت میں بے چین ہیں اور ان کی بینائی میں بھی ضعف آ گیا ہے یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت رنج ہوا اور فرمایا: اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًاۚ-وَ اْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ۠ (پ13، یوسف:93) ترجمہ کنز العرفان: میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دینا وہ دیکھنے والے ہو جائیں گے اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔ یہ کرتا حقیقت میں جنتی ریشم سے تیار کردہ قمیص کی شکل میں تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کو پہنا رکھا تھا۔ یہ ریشمی قمیص یا کرتا آگ میں ڈالے جانے کے وقت حضرت ابراہیم کو جبریل امین نے لا کر دی تھی وہ مبارک قمیص حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی تھی۔[6] چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک بھائی یہودا جب یہ کرتا لے کر کنعان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی خوشبو آنے لگی اور آپ نے اپنے پوتوں سے فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ (پ13، یوسف:94) ترجمہ کنز العرفان: کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پا رہا ہوں۔ آپ کے پوتوں نے عرض کی: اللہ کی قسم! آپ اپنی اسی پرانی شدید محبت میں گم ہیں، جس کی وجہ سے ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ملنے کی امید لگی ہوئی ہے۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کیونکہ وہ اس گمان میں تھے کہ اب حضرت یوسف علیہ السلام کہاں زندہ ہوں گے، اُن کی تو وفات بھی ہو چکی ہو گی۔[7] لیکن جب یہودا کرتا لے کر کنعان پہنچا اور جیسے ہی کرتے کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو فوراً ہی ان کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔[8]

بکریوں کا آپ کی حسب منشا بچے جننا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کے پاس تقریباً 20 سال گزارے، پھر واپس گھر جانا چاہا تو ماموں بولے: آپ کی وجہ سے مجھے کثیر برکتیں ملیں۔ لہٰذا میرے مال میں سے جو چاہیں لے لیں۔ چنانچہ آپ نے عرض کی: اس سال جو بھی بکری فلاں فلاں رنگ کا بچہ جنے وہ مجھے دیدیں۔ وہ تو مان گئے مگر ماموں کے بیٹے نہ مانے اور انہوں نے مخصوص رنگ کے بچے جننے والی تمام بکریوں کو ریوڑ سے جدا کر کے کہیں چھپا دیا۔ مگر جو بکریاں انہوں نے چھوڑیں اللہ پاک کا کرنا یہ ہوا کہ انہوں نے اسی رنگ کے بچے جنے جیسے آپ چاہتے تھے۔ بلاشبہ یہ آپ کے معجزات میں سے ہے۔[9]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی چند خصوصیات:

آپ علیہ السلام کی چند خصوصیت یہ ہیں: ☆بنی اسرائیل میں آپ کے بعد جتنے بھی نبی تشریف لائے وہ آپ کی ہی نسل سے تھے۔ ☆آپ کی ولادت اس وقت ہوئی جب آپ کے والد حضرت اسحاق کی عمر مبارک 60 سال تھی۔[11] ☆آپ کے حوالے سے ایک اور عجیب و ایمان افروز بات علامہ آلوسی رحمۃُ اللہِ علیہ نے نقل فرمائی ہے کہ جب زلیخا نے آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو مائل کرنا چاہا تو اس وقت ان کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دکھائی دی گویا وہ ان کو اس کام سے بچے رہنے کا حکم دے رہے ہوں۔[12]

وصال مبارک اور مدفن شریف:

حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی کے آخری 24 سال آسانی کے ساتھ مصر میں اپنے بیٹے حضرت یوسف کے ساتھ گزرے، آپ کی وفات کے بعد حسب وصیت آپ کو ملکِ شام میں ارضِ مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحاق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی عیص[13] کی وفات آپ کے ساتھ ہی ہوئی یعنی دونوں ایک ساتھ پیدا ہوئے اور ایک ساتھ ہی وفات ہوئی، وفات کے وقت آپ اور آپ کے بھائی کی عمر 145 سال تھی۔[14]

---

(1) مراٰۃ المناجیح، 8/308 (2) صراط الجنان، 5/407 (3) تفسیر رازی، 6/508 ملخصاً (4) خازن، 3/7، روح البیان، 4/222، ملتقطاً (5) مراٰۃ المناجیح، 3/293 (6) خازن، 3/7، روح البیان، 4/222، ملتقطاً (7) جلالین مع صاوی، 3/980 (8) عجائب القرآن، ص129 (9) البدایۃ والنھایۃ، 1/278 (10) سیرت الانبیاء، ص410 (11) عہد نامہ قدیم، ص25 (12) روح المعانی، 6/556، جز: 12 (13) مراٰۃ المناجیح، 6/410 (14) تفسیر خازن، 3/46-47 و تفسیر خزائن العرفان، ص463-464

شرح سلامِ رضا

بنت اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(25)

کثرتِ بعدِ قِلّت پہ اکثر درود
عزتِ بعدِ ذِلّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: کثرت: زیادتی۔ قِلّت: کمی۔

مفہومِ شعر: بے شمار درود ہوں اس ذات پہ جن پر ایمان لانے والوں کی تعداد شروع میں کم تھی اور پھر کثیر ہوگئی اور اس ذات (یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر لاکھوں سلام جن کو مکے سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور پھر فتحِ مکہ جیسا اعزاز حاصل ہوا۔

شرح: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم تھی، پھر آہستہ آہستہ اس تعداد میں اضافہ ہونے لگا حتی کہ دینِ اسلام سرزمینِ مکہ سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گیا۔ آغازِ اسلام میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بہت زیادہ آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کفارِ مکہ آپ پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے، آپ کو کاہن اور جادوگر کہتے، یہاں تک کہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عنہم کو ان کے ظلم و ستم کی وجہ سے اپنے بہت ہی پیارے شہر مکے سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن افسوس! کفارِ مکہ پھر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کو مدینۂ منورہ میں بھی اذیت دینے کے درپے رہے، ان کی انہی کارستانیوں کے سبب غزوۂ بدر، اُحُد، خندق اور کئی جنگیں ہوئیں۔ چنانچہ 10 رمضان المبارک سن 8 ہجری کو نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئے۔ مکے شریف پہنچ کر آپ نے یہ رحمت بھرا فرمان جاری کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کیلئے امان ہے، جو مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔ مزید فرمایا: جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امان ہے۔[1] پھر آپ نے کعبۂ مقدسہ کو بتوں سے پاک فرما کر اس کے اندر نفل ادا فرمائے اور باہر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد کفارِ قریش سے ارشاد فرمایا: تم کو کچھ معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ کفار آپ کی رحمت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بولے: اَخٌ کَرِیْمٌ وَّابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے بھائی کے بیٹے ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رحمت جوش میں آئی اور یوں فرمایا: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ! تم آزاد ہو۔[2] بالکل غیر متوقع طور پر یہ اعلان سُن کر کفار جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے اور اس طرح اللہ پاک نے آپ کو دونوں جہاں کی عزتوں سے نوازا۔

(26)

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی مِنَّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: نعمت: عطا۔ مِنَّت: احسان۔

مفہومِ شعر: اعلیٰ درود ہوں اس ذات پر جو اللہ پاک کی خاص عطا ہے اور اس ذات پہ لاکھوں سلام ہوں جس کو بھیج کر اللہ پاک نے احسانِ عظیم فرمایا۔

شرح: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی اتنی بڑی نعمت ہیں کہ اللہ پاک نے انسانوں کو بے حساب و بے شمار نعمتوں سے نوازا مگر اپنی کسی نعمت کا بھی احسان ذکر نہیں فرمایا لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کی وہ ذات ہے جس کو دنیا میں بھیج کر ربِّ کریم نے احسان فرمایا اور احسان کا ذکر قرآنِ پاک میں یوں ارشاد فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (پ4، اٰل عمران: 164) ترجمۂ کنزُ العرفان: بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول معبوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ عربی میں مِنَّت عظیم نعمت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ اللہ پاک نے عظیم احسان فرمایا کہ انہیں اپنا سب سے عظیم رسول عطا فرمایا۔[3]

(27)

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروَت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: ثروت: دولت۔

مفہومِ شعر: ہم غریبوں کے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بے حساب درود اور ہم فقیروں کی دولت یعنی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات پر لاکھوں سلام۔

شرح: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہم غریبوں کے سہارا و آسرا ہیں۔ ہم تو نیکیوں سے بالکل خالی، گنہگار و سیاہ کار ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم فقیروں کی دولت ہیں۔ آپ کے صدقے آپ کی امت بہترین بلکہ تمام امتوں میں افضل امت ٹھہری۔ حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاکیزہ کرنے والی بنادیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنادیا گیا۔[4]

(28)

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: غیظ: غصہ۔ ضلالت: گمراہی۔

مفہومِ شعر: اس ذات پہ لاکھوں درود جو مومن کی جان کے لیے فرحت و سرور کا سبب ہے اور اس ذات پر لاکھوں سلام جو گمراہ دلوں کے لیے غیظ و غضب ہیں۔

شرح: فرحتِ جانِ مومن: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مومنین کیلئے راحت و سکون کا باعث ہیں، آپ کا دیدار آنکھوں کی ٹھنڈک اور گفتگو دلوں کا سکون ہے، صحابہ کرام کو حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی، دیدارِ مصطفےٰ اُنہیں دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر عزیز تھا، وہ ہر وقت محبوبِ خدا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے تڑپتے رہتے تھے، اس حسنِ بے مثال کی جدائی کا تصور بھی ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ وہ چاہے کتنے ہی رنجیدہ ہوتے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں آتے ہی ان کے دل و جاں کو راحت اور سکون کی دولت مل جاتی۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ مجھے میری جان، میرے والدین اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک مجھے چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں، لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصالِ مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیائے کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں! حضور نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ یہ آیت نازل ہوگئی: ترجمۂ کنزُ العرفان: اور جو اللہ اور رسول کی اِطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین۔ (پ5، النساء: 69)۔[5] حضرت علی رَضِیَ اللہُ عنہ سے حضور کی محبت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ پاک کی قسم! حضور مجھے اپنے مال و اولاد، والدین اور سخت پیاس کے موقع پر ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔[6] غیظِ قلبِ ضلالت: آپ کفار اور گمراہ لوگوں کے لئے غیظ و غضب ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پ26، الفتح: 29) ترجمۂ کنزُ العرفان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سختی فرماتے تھے۔[7]

---

1 معرفۃ السنن والآثار، 13/ 294-293، حدیث: 18236-18231
2 مواہب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، 3/ 449 3 تفسیر صراط الجنان، 2/ 87
4 مسند امام احمد، 1/ 210، حدیث: 763 5 معجم اوسط، 1/ 149، حدیث: 477
6 الشفاء، الجزء: 2، 1/ 22 7 ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 171

مدنی مذاکرہ

(1) سبزی کھانے میں حکمت

سوال: بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کھانے میں سبزی بِالخُصُوص گَدُّو شریف استعمال فرماتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے ؟

جواب: سبزی کو پسند کرنے میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ جس دستر خوان پر سبزی موجود ہو فرشتے اس دستر خوان پر حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت امام محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ نقل فرماتے ہیں: بے شک اس دستر خوان پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں جس پر سبزی موجود ہو۔[1] اور جو چیز میرے آقا و مولا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو محبوب ہو، میں اسے کیوں محبوب نہ رکھوں! محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ہر سنت و ادا کو محبوب رکھیں اور آپ کی پسند کو اپنی پسند بنائیں جس طرح صحابہ کرام و اولیائے عُظّام رحمۃُ اللہِ علیہم نے اپنے محبوب آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیاری پیاری اداؤں کو حرزِ جان بنالیا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک خیاط (درزی۔Tailor) نے رسولِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مدعو کیا تو میں بھی ساتھ چلا گیا، اس نے جَو شریف کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں گَدُّو شریف اور خشک گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ میں نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم پیالے کے کناروں سے گَدُّو شریف ڈھونڈ کر تناوُل فرمارہے تھے۔ اس دن کے بعد میں ہمیشہ گَدُّو شریف پسند کرنے لگا۔[2]

"پیارے نبی" کے 8 حُروف کی نسبت سے مذکورہ حدیثِ پاک کے 8 فوائد

حضرت امام شرفُ الدین نَوَوِی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اِس حدیثِ پاک میں کئی فوائد ہیں: (1) دعوت قبول کرنا (2) درزی کی کمائی جائز ہونا (3) شوربا کھانے کا جواز (4) گَدُّو شریف کھانے کی فضیلت (5) گَدُّو شریف کو پسند کرنا مستحب ہے (6) اسی طرح ہر اس چیز کو پسند کرنا جسے سرکار صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پسند فرمایا (7) اور اس چیز کے حُصول میں حریص رہنا (8) اگر میزبان کو ناگوار نہ ہو تو شرکائے طعام کا ایک دوسرے پر ایثار کرنا۔[3]

مذکورہ حدیثِ پاک کی شرح

مشہور مفسر، حکیمُ الاُمت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالَم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم پیالے کے ہر طرف سے گَدُّو کے ٹکڑے اُٹھا کر تناوُل فرمارہے تھے۔ معلوم ہوا! آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو گَدُّو شریف مرغوب تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا! جب مخدوم و خادم ایک پیالے سے کھائیں تو مخدوم (آقا) ہر طرف سے کھا سکتا ہے اور وہ جو حدیثِ پاک میں فرمایا: "كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ" وہاں چھوٹوں یا برابر والوں سے خطاب ہے۔ لہٰذا یہ حدیثِ پاک اس کے خلاف نہیں۔ صاحبِ مِرقات نے فرمایا: جب ایک شریک کے ہر طرف ہاتھ ڈالنے سے دوسرے

شر کائے طعام نفرت (گِھن) کریں تب یہ حکم ہے، مگر حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہاتھ شریف سے چیز لگ کر تبرک بن جاتی ہے۔ بعض حضرات صحابہ کرام علیہمُ الرِّضوان نے تو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پیشاب بلکہ خون بھی تبر کاً پیا ہے۔ لہٰذا حضورِ انور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا حکم دوسرا ہے۔ بہر حال یہ حدیث بہت واضح ہے۔ بعض روایات میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی کَدُّو شریف کے ٹکڑے تلاش کر کے حضورِ انور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سامنے پیش کرنے لگے۔

اِس حدیثِ پاک سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اپنے خُدام و غلاموں کی دعوت قبول کرنا چاہئے اگرچہ وہ اپنے سے کم درجہ میں ہو۔ دوسرے یہ کہ خادم کو اپنے ساتھ ایک پیالے میں کھلانا بہت اچھا ہے۔ تیسرے یہ کہ کَدُّو شریف پسند کرنا سنتِ مبارکہ ہے۔ چوتھے یہ کہ ہر سنت سے محبت کرنا خواہ سنتِ زائد ہو یا ہُدیٰ (سنتِ غیر مُؤکّدہ یا سنتِ مُؤکّدہ)، طریقہ ٔصَحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

فقط اتنی حقیقت ہے ہمارے دین و ایماں کی
کہ اس جانِ جہاں کے حُسن پر دیوانہ ہو جانا

پانچویں یہ کہ مخدوم (یعنی آقا) اپنے خادم کے ساتھ تو پیالے میں سے ہر طرف سے کھا سکتا ہے، خادم کو یہ حق نہیں۔ چھٹی یہ کہ خادم پیالہ سے بوٹیاں یا کَدُّو وغیرہ چن کر مخدوم کے سامنے رکھ سکتا ہے۔(4)

جذبۂ عشقِ رسول

اسی ضمن میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃُ اللہِ علیہ (شاگردِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ) کی ایمان افروز حکایت ملاحظہ کیجئے، چنانچہ جب آپ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ "حُضور پُر نور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کَدُّو شریف پسند فرماتے تھے" تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا: "لیکن مجھے پسند نہیں۔" یہ سنتے ہی حضرت امام ابو یوسف رحمۃُ اللہِ علیہ نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا: جَدِّدِ الْاِسْلَامَ وَاِلَّا قَتَلْتُکَ تجدیدِ اِسلام کر (یعنی نئے سرے سے مسلمان ہو جا)، ورنہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔(5)

کَدُّو شریف کو ناپسند کرنا کب کفر ہے؟

اگر مَعاذَ اللہ کسی کو اس حیثیت سے کَدُّو شریف ناپسند ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ پسند تھا تو یہ کفر ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کسی کے اس کہنے پر کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کَدُّو پسند تھا کوئی یہ کہے: "مجھے پسند نہیں" تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے اسے ناپسند ہے کہ حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پسند تھا تو کافر ہے۔(6) ہاں! اگر اس طرح کی صورتِ حال نہ ہو اور کسی کا نفس کَدُّو شریف کو پسند نہیں کرتا اس بنا پر اگر کوئی کہتا ہے: مجھے کَدُّو پسند نہیں یا مجھے کَدُّو نہیں بھاتا تو اُس پر حکمِ کفر نہیں۔

(2) کَدُّو شریف کی برکات

سوال: کَدُّو شریف کے کیا کیا برکات و ثمرات ہیں؟

جواب: کَدُّو شریف کے بے شمار فوائد و ثمرات ہیں، جیسا کہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اے لوگو! کَدُّو (لوکی) کھایا کرو کیونکہ یہ عقل میں اِضافہ کرتا ہے اور دِماغ کی قوت کو بڑھاتا ہے۔(7) اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم ہانڈی پکاؤ تو اُس میں اکثر کَدُّو ڈالا کرو کیونکہ یہ غمگین دل کے لئے باعثِ تقویت ہے۔(8) (9)

(3) کیا ناخن کاٹنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سُوال: کیا ناخن کاٹنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے؟ (کاشف رضا)

جواب: جی نہیں۔(10)

---

(1) احیاء العلوم، 2/22 (2) مسلم، ص869، حدیث: 5325 (3) شرح مسلم للنووی، الجزء: 13، 7/224 (4) مراٰۃ المناجیح، 6/18 ماخوذاً (5) شرح الشفا للقاری، 2/51 (6) بہارِ شریعت، 2/463، حصہ: 9 (7) جامع صغیر، 2/343، حدیث: 5545 (8) فیض القدیر، 5/263، تحت الحدیث: 6994 (9) ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 1/25 تا 28 ملتقطاً (10) ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 5/126

مسلمان بہو

امِ میلاد باجی
نگران عالمی مجلسِ مشاورت دعوتِ اسلامی

اسلام میں تمام خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں، چنانچہ ایک مسلمان بہو کو بھی تنہا نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کو بھی اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے بہت سی کام کی باتیں بیان فرمائی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر بہو بھی اپنی نئی زندگی کو شاندار طریقے سے گزار سکتی ہے۔

بہو کے لئے کام کی باتیں: بہو کو چاہیے کہ اپنا دل دوسروں کے لئے صاف رکھے اور سب کا دل سے ادب و احترام کرے، اللہ پاک سے ہمیشہ اچھا گمان ہی رکھے، اگر پھر بھی کوئی اس سے برا کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہو گا اور اس کو اپنے کئے کی سزا ملے گی، اسی طرح لڑکی کے گھر والوں کو چاہیے کہ اپنی لڑکی کے سسرالیوں کے خلاف کان نہ بھریں اور ساس کو اس کا دشمن بنا کر پیش نہ کریں بلکہ اس میں خود اعتمادی پیدا کریں اور ہر قدم پر اس کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ نیز بہو کو چاہیے کہ نئے گھر میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے اور شوہر کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی بیوی پر اس کی وسعت کے مطابق ہی بوجھ ڈالا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر ہی پورے گھر کا بوجھ ڈال کر باقی ساری خواتین آرام سے بیٹھی رہیں۔ اس طرح کرنے پر اللہ پاک کی بارگاہ میں جواب دینا ہو گا۔

بہو کو کیا کرنا چاہیے؟ بہو کو چاہیے کہ شوہر ساس نند دیورانی جیٹھانی وغیرہ سب کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مُظاہرہ کرے، زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچائے، اسی طرح بہو کو طعن و تشنیع سے بھی بچنا چاہیے، کسی پر غصہ یا بے جا ڈانٹ ڈپٹ سے پرہیز کرنا چاہیے، جو کام ذمہ پر ہوں ان کو بحُسن و خوبی انجام دینا چاہیے، نیز اپنے کاموں کی طرف توجہ مرکوز رکھے، دوسروں کے معاملات سے بے پروا ہو جائے اور اپنے معاملات اللہ پاک کے سپرد کر دے، اس سے وہ سکون میں رہے گی۔

بہو کو کیا نہیں کرنا چاہیے؟ بد اخلاقی کا مظاہرہ نہ کرے، اپنے کاموں سے جی نہ چرائے، اپنے معاملات میں سستی کاہلی کا مظاہرہ نہ کرے، کسی کو اپنے اوپر بولنے کا موقع نہ دے، دوسروں کی ٹوہ میں نہ پڑے۔

ایک بہو کے لئے چند نصیحت آموز باتیں: اچھے اَخلاق کی بدولت اخروی برکتوں کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ایک بہو کی حیثیت سے آپ جس گھر میں آئی ہیں اسے اپنا گھر سمجھتے ہوئے ساس کو ماں کا درجہ دیں، اسی طرح نندوں سے بہنوں کی طرح برتاؤ رکھیں، ان کی سخت بات کو بھی اسی طرح مثبت انداز سے لیں جس طرح اپنی والدہ اور حقیقی بہنوں کی لیتی تھیں، لڑائی جھگڑے کی صورت ہی نہ پیدا ہونے دیں ۔ ساس کی خدمت کو اپنی ماں جان کر اپنی ذمہ داریوں میں شامل رکھئے۔ اس سے نہ صرف اپنائیت و انسیت کا ماحول پیدا ہو گا بلکہ نئی جگہ آپ کے قدم مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے، اسی طرح گھر کی دیگر خواتین کو بھی چاہیے کہ بہو کا احترام کریں اور اس کے خلاف سازشیں نہ کریں اور نہ ہی بغض و کینہ رکھیں۔

خالہ کا کردار

بنت اللہ بخش عطاریہ
ہند

ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ دریافت فرمایا: کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے پوچھا: تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (1)

معلوم ہوا! اللہ پاک نے خالہ کو ماں کی مثل و قائم مقام قرار دیا ہے اور اس پر کئی روایات شاہد ہیں جیسا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو پیدا ہوتے ہی ان کی والدہ ماجدہ کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس لے گئیں۔ جہاں 4000 خدّام رہتے تھے اور اُن کے سردار 70 یا 27 تھے جن کے امیر اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السّلام تھے۔ بیت المُقدس کا ہر سردار یہی چاہتا تھا کہ اسے حضرت مریم کی خدمت کا شرف حاصل ہو تو حضرت زکریا علیہ السّلام نے فرمایا: میں ان کا زیادہ مستحق ہوں کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ بہرحال بذریعہ قرعہ اندازی آپ حضرت مریم کے کفیل مقرر ہوئے۔ (2) اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد دوسرے سال جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عُمرہ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہولیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی، زید بن حارثہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے اپنے پاس رکھنے کا دعویٰ کیا اور دلائل بھی دیئے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے کہ خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے، لڑکی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی، کیونکہ اس لڑکی کی خالہ ان کی زوجہ تھیں۔ (3)

جب اسلام نے خالہ کو اتنا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے تو خالہ پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بہن کی اولاد کو اپنی اولاد کی طرح ہی سمجھے اور جس طرح ماں اپنے بچوں کو ہمیشہ خیر خواہی کی باتیں سکھاتی ہے اور کبھی ان کا برا نہیں چاہتی تو خالہ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بھانجے بھانجیوں کو کسی غلطی پر ڈانٹ ڈپٹ بھی کر سکتی ہے، مثلاً اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ایک بھانجے حضرت یزید بن اَصَم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یعنی جنتی صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے بیٹے نے مل کر مدینہ شریف کے ایک باغ میں گھس کر کچھ کھا لیا تو یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہو گئی، اس وقت آپ مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لا رہی تھیں کہ راستے میں ہی ہم دونوں مل گئے، تو آپ نے اپنے بھانجے کے ساتھ ساتھ مجھے بھی ڈانٹا ڈپٹا بلکہ حضور کے گھرانے سے تعلق کی پاسداری کا خیال رکھتے ہوئے آئندہ ایسا کرنے سے منع بھی فرمایا۔ (4)

خالہ کو درج ذیل باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے:

❖ اپنے اور اپنی بہن کے بچوں میں کبھی بھی فرق نہ کرے، ہمیشہ سب کے ساتھ ایک جیسا محبت بھرا سلوک کرے، یہاں تک کہ اپنے اور بہن کے بچوں میں اختلاف پیدا ہو جائے تو ایک سلجھی ہوئی ماں کی طرح خوش اسلوبی سے ان کے اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرے یا پھر

حق کا ساتھ دے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ حضرت ام مسطح رضی اللہ عنہا نے واقعہ افک میں کیا کہ اپنے بیٹے کے بجائے بھانجے کا ساتھ دیا۔[5]

- اگر وہ مفلس و محتاج ہوں تو اپنی گنجائش کے مطابق غیر محسوس طریقے سے ان کی مدد کرتی رہے مثلاً عید وغیرہ پر انہیں کپڑے دلا دے، گھر قریب ہو تو جب بھی کوئی اچھا کھانا پکائے تو انہیں بھی بھیج دے۔
- کبھی کبھار ان کے یہاں آتی جاتی بھی رہے کہ کچھ وقفے سے رشتے داروں سے ملنا محبت و الفت میں زیادتی کا باعث ہوتا ہے۔ اگر راستہ طویل ہو یا اور کسی سبب سے جا نہ پائے تو جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرے مثلاً ای میل، واٹس ایپ، فون وغیرہ کے ذریعے رابطے میں رہے۔
- جب بھی ان کے پاس جائے تو اپنی حیثیت و طاقت کے مطابق ان کے لئے کچھ تحائف بھی ضرور لے کر جائے۔
- اگر کبھی وہ ملنے آئیں تو خوشی کا اظہار کرے اور ان کی بھرپور مہمان نوازی کرے۔ جیسا کہ وفد بنی ہلال کے لوگوں نے جب دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا تو اس وفد میں شریک حضرت زیاد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کے لئے آپ کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ وہ ان کی خالہ تھیں، ابھی اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تشریف لے آئے اور یہ جان کر کہ حضرت زیاد ام المومنین کے بھانجے ہیں آپ نے دعاؤں کے علاوہ ازراہِ شفقت ان کے سر اور چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ پھیر دیا۔ جس کی برکت سے لوگ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہمیشہ ایک نور اور برکت کا اثر دیکھتے رہے۔[6]
- ان کی ہر خوشی غمی میں ہمیشہ شریک رہے۔
- کبھی بھی ان سے اپنا تعلق ختم نہ کرے کہ اس کا بہت بڑا گناہ ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔[7] اگر کبھی ان کی کوئی بات بری لگے تو بھی درگزر سے کام لے اور انہیں معاف فرما دے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج ہمارے ساتھ قطع رحمی کرنے والا نہ بیٹھے۔ چنانچہ ایک نوجوان محفل سے اٹھ کر اپنی خالہ کے پاس آیا، ان کے درمیان کوئی رنجش تھی، اس نوجوان نے اپنی خالہ سے معافی مانگی اور خالہ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ مجلس میں واپس آیا تو حضور نے فرمایا: اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔[8] اسی طرح مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتہائی لاڈلے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھاتیں اور جو آئے فوراً خرچ کر دیتی ہیں، ایک مرتبہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کس طرح روکنا چاہئے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھالی۔ حضرت عبد اللہ کو خالہ کی ناراضی سے بہت صدمہ ہوا، بہت لوگوں سے سفارش کرائی مگر وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عبد اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ننھیال سے دو حضرات کو سفارشی بنایا اور خود بھی خوب آہ و زاری کر کے معافی مانگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں اور آخر معاف فرما دیا۔ پھر اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں۔[9]

---

❶ ترمذی، 3/362، حدیث: 1911 ❷ تفسیرِ نعیمی، 3/400 ملخصاً ❸ بخاری، 3/94، حدیث: 4251 ماخوذاً ❹ مستدرک، 5/42، حدیث: 6878 ❺ تفصیلی واقعہ کتب سیرت وغیرہ میں دیکھئے۔ ❻ مدارج النبوۃ (فارسی)، 2/360 ❼ مسلم، ص 1383، حدیث: 2006 ❽ تاریخ ابن عساکر، 20/167 ❾ بخاری، 3/119، حدیث: 6073

بنت محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

بچوں کو اخلاقی اقدار سکھائیں (قسط دوم)

اخلاقی اقدار میں کچھ صفات کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے جو اسے اچھا یا برا بناتی ہیں۔ اچھی صفات کے مالک لوگ با اخلاق اور پر امن رہتے ہیں۔ اچھی صفات سیکھنے سکھانے میں ماں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ بھی تربیت اولاد کا حصہ ہے جو بچے کی معاشرتی و عملی زندگی میں بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔ ذاتی صفات یہ ہیں:

دیانت داری: یہ ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو بہت سی معاشرتی برائیوں سے دور رکھتی ہے۔ جیسے دیانت دار شخص جھوٹ بولنے، کسی کو دھوکا دینے، مال میں یا کسی بھی چیز میں بد دیانتی کرنے سے ہمیشہ باز رہتا ہے وغیرہ۔ یہ صفت بچپن سے ہی بچے کے اندر پیدا ہوتی ہے جس کا مکمل دار و مدار اس کے ارد گرد کے ماحول پہ ہوتا ہے۔ جس میں ماں باپ کا رویہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر والدین دیانتداری کی صفت اپنائیں اور بچوں کو بھی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد اور اسے نہ اپنانے کے نقصانات سے آگاہ کرتے رہیں تو یقیناً بچہ اس خوبی کو اپنائے گا۔ والدین کو چاہئے کہ بچے سے کسی بھی معاملے میں جھوٹ بولیں نہ اسے جھوٹ بولنے پہ مجبور کریں، نیز ہر معاملے میں دیانتداری کو اپنا اصول بنائیں۔ اسی کو دیکھتے ہوئے بچہ بھی دیانتداری جیسی اخلاقی صفت اپنائے گا جو بڑے ہو کر معاشرتی و عملی زندگی میں معاون ثابت ہو گا۔

خود اعتمادی: یہ ایک ایسی صفت ہے جسے اپنا کر کوئی بھی شخص اپنے کردار، تعلیم، صلاحیت، مسائل و مشکلات اور دیگر معاملات میں بھرپور اعتماد کی حالت میں رہتا ہے۔ والدین کا یہ فرض بنتا ہے کہ بچے کی خوشگوار زندگی کے لئے اسے پر اعتماد بنائیں۔ بچوں کی خوبیوں اور اچھے کاموں کو سراہتے رہیں۔ بلا وجہ کی روک ٹوک سے گریز کریں۔ اپنے بچے کا موازنہ کسی بھی معاملے میں دوسرے بچوں سے نہ کریں کہ اس سے ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ بچے کو اس قابل بنائیں کہ وہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں خود فیصلہ کریں۔

عاجزی: جو اللہ پاک کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ عاجزی اللہ پاک کو بے حد پسند ہے، اس لئے کہ یہ تکبر سے دور رکھتی ہے۔ چنانچہ اپنے بچے کو عاجز بنائیں اسے ہمیشہ یہ احساس دلاتے رہیں کہ کبھی بھی خود کو کسی سے برتر نہیں سمجھنا کہ خود کو دوسروں سے برتر سمجھنا غرور و تکبر کی علامت ہے۔

نظم و ضبط: نظم و ضبط کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا اور اپنائے رکھنا ذاتی صفت ہے۔ نظم و ضبط اختیار کرنے والے زندگی میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں پہ مثبت اثر ڈالتے ہیں۔ نظم و ضبط ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس کے لئے دوسروں کی طرف سے حوصلہ افزائی اور تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے بچے کو نظم و ضبط کا عادی بنائیں۔ اس سلسلے میں بچے کو مختلف ہدف دیئے جائیں جن کو وقت پر پورا کرنے پر انہیں سراہا جائے۔ یوں روزمرہ کی بنیاد پر ایسی مشق کروانے سے بچے نظم و ضبط کے عادی ہو جائیں گے۔ بغیر نظم و ضبط ایک اچھی زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ حالانکہ سارے نظام کائنات کا حسن و جمال نظم و ضبط پر مبنی ہے، سورج، چاند، ستارے، رات، دن غرض ہر چیز کا آنا جانا اپنے مقررہ وقت پہ انجام دیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو بھی زندگی میں کامیابی کیلئے نظم و ضبط اپنانا چاہئے۔

ازواجِ حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام

زوجۂ اسحاق

جب حضرت اسحاق علیہ السلام کا نکاح 40 سال کی عمر میں اپنے چچازاد بھائی بتویل کی بیٹی رفقا سے ہوا، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حیات تھے۔[1] نکاح کے بعد 20 سال تک آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی تو آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں اولاد کے لئے دعا کی تو اللہ پاک نے آپ کو دو جڑواں بیٹے عطا فرمائے۔[2] بڑے بیٹے کا نام عیصور کھا گیا اہل روم اسی کی اولاد میں سے ہیں جبکہ چھوٹے بیٹے کا نام یعقوب رکھا گیا اور بنی اسرائیل آپ ہی کی اولاد ہیں۔[3] حضرت اسحاق علیہ السلام کی ایک بیٹی کا تذکرہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی پرورش کرنے والی خاتون کے طور پر ملتا ہے، مگر اس کی تفصیلات کہیں بھی نہیں ملتیں۔

ازواج یعقوب

حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کے والدین نے حکم دیا کہ وہ اپنے ماموں لابان کے پاس حران چلے جائیں اور ان کی کسی ایک بیٹی سے شادی بھی کرلیں۔ آپ کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں، راحِیل (Rachel) اگرچہ لیّا (Leah) سے چھوٹی تھی، مگر زیادہ حسین و جمیل تھیں، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہی کا رشتہ مانگا۔ (مگر چونکہ آپ کے پاس حق مہر دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا، لہٰذا) ماموں نے 7 سال بکریاں چرانے کی شرط پر رضامندی کا اظہار کیا تو آپ 7 سال تک بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے، مدت پوری ہونے پر شادی ہوئی تو آپ علیہ السلام پر انکشاف ہوا کہ شادی راحیل کے بجائے بڑی بہن لیّا سے ہوئی ہے۔ جب آپ نے اپنے ماموں سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ بولے: ہمارے ہاں بڑی بیٹی کے ہوتے چھوٹی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اگر آپ کو راحیل بھی پسند ہے تو اس سے بھی نکاح کرلیں، مگر مزید 7 سال تک بکریاں چرانی ہوں گی۔ چنانچہ مزید 7 سال تک بکریاں چرانے کے بعد ان کا نکاح چھوٹی بہن سے بھی کر دیا گیا، کیونکہ ان کی شریعت میں دو بہنوں کا ایک ہی وقت میں ایک مرد سے نکاح ہو سکتا تھا۔ آپ کے ماموں نے اپنی بیٹیوں کو ایک ایک باندی بھی دی۔ لیا کو زلفی (Zilpha) اور راحیل کو بلھی (Bilhah)۔ حضرت یعقوب کی پہلی بیوی لیا سے اللہ پاک نے آپ کو بالترتیب چار بیٹے عطا فرمائے: رُوبیل (Reubel)، شَمعون (Simeon)، لاوِی (Levi) اور یَہُودا (Judah)۔ راحیل کے اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے حضرت یعقوب کو اپنی لونڈی ہبہ کر دی، جس سے آپ کے دو بیٹے دان (Dan) اور نَفتالی (Naphtali) پیدا ہوئے، پھر لیا نے بھی اپنی باندی ہبہ کر دی تو اس سے آپ کو جاد (Gad) اور اُشیر (Asher) نامی دو لڑکے عطا ہوئے، پھر لیا کے ہاں مزید اَیساخر (Issachar) اور زابلون (Zebulun) نامی دو بیٹے اور دینا نامی ایک بیٹی پیدا ہوئی، پھر حضرت راحیل نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ پاک نے انہیں بھی دو بیٹے یوسف (Joseph) اور بنیامین (Benjamin) عطا فرمائے۔[4]

---

1 البدایۃ والنہایۃ، 1/447 2 سیرت الانبیاء، ص 371 3 البدایۃ والنہایۃ، 1/447 4 البدایۃ والنہایۃ، 1/277

ام سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

بھائی کی شادی میں رکاوٹ نہ بنئے

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: نکاح کر لیجئے! اگر آپ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی اور وہ زندہ رہا تو آپ کیلئے دعا کرے گا۔[1]

اس سے وہ بہنیں سبق حاصل کریں جو اپنے بھائی کی شادی میں رکاوٹ بن جاتی ہیں کہ پہلے ہماری شادی کرو بعد میں اپنی کرنا یا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر بھائی کی شادی ہو گئی تو ہماری خواہشات کون پوری کرے گا؟ ہمیں فیشن کون کروائے گا، یا بھائی خرچ کم دیں گے یا بند کر دیں گے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی بہن کا رشتہ نہ ہونے کے سبب بھائی کی شادی میں بھی تاخیر کی جاتی ہے، حالانکہ بھائی ویل اسٹیبلش ہوتے ہیں اور شادی کی عمر بھی ہوتی ہے، بہترین رشتے بھی نظر میں ہوتے ہیں، مگر گھر والے یا اس کی بہنیں کسی نہ کسی بہانے سے رشتہ ہونے نہیں دیتیں۔ نتیجۃً عمر کی زیادتی کے باعث رشتے ملنا بند ہو جاتے ہیں، صحت خراب ہو جاتی ہے، نکاح سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے، بالفرض شادی ہو بھی جائے تو اولاد نہ ہونے یا پھر ان کی مناسب پرورش نہ کر پانے کے مسائل سامنے آتے ہیں، کئی نوجوان زیادہ عمر تک نکاح نہ ہونے کے سبب معاذ اللہ بدکاری کے راستے کی طرف نکل پڑتے ہیں اور ذہنی و نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ بھائی سے توقعات وابستہ کرنے کے بجائے اللہ پاک پر توکل کیا جائے۔

فی زمانہ نوجوانوں کی ایک تعداد کیریئر بنانے کی خاطر یا ازدواجی زندگی کی ذمہ داریوں سے بچنے کیلئے نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے، مذکورہ واقعہ میں ان کیلئے بھی نصیحت ہے۔ انہیں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ قرآن و حدیث میں نکاح کا حکم موجود ہے اور یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے: جو میرے طریقے کو محبوب رکھے، وہ میری سنت پر چلے اور نکاح بھی میری سنت ہے۔[2] نیز آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نکاح کو شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ بھی قرار دیا۔[3] موجودہ دور میں گناہ کرنا آسان سے آسان تر ہوتا جا رہا ہے، جلد نکاح کو رواج دینا نہایت ضروری ہے۔ بعض اوقات صرف منگنی کر دی جاتی ہے جبکہ نکاح کے لئے حالات اچھے ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے، اس دوران لڑکے لڑکی کے درمیان بات چیت، میل ملاقات اور تحفے تحائف وغیرہ کا سلسلہ رہتا ہے جو کہ گناہ و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[4] چنانچہ اس طرح کے ماحول میں والدین کو چاہئے کہ اولاد کو گناہوں سے بچائیں اور رخصتی نہیں کر سکتے تو کم از کم نکاح ضرور کر دیں۔

مذکورہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کا ایک فائدہ اولاد کا حصول بھی ہے، بلاشبہ اولاد کی اچھی اور دینی تربیت کی جائے تو وہ دنیا و آخرت میں سرخروئی کا باعث بنتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں مرنے کے بعد بھی فائدہ دینے والی جن تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک نیک اولاد بھی ہے کہ جو اپنے والدین کے لیے دعا کرتی ہے۔[5]

---

(1) مسند الشافعی، ص273 ماخوذاً (2) کنز العمال، الجزء 16، 8 / 116، حدیث: 44406 (3) بخاری، 3 / 422، حدیث: 5066 (4) پردے کے بارے میں سوال جواب، ص320 (5) مسلم، ص684، حدیث: 4223

روٹی پکانا (قسط اول)

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
رکنِ ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

اللہ پاک نے انسان کو پیدا فرمایا اور پھر اس کی نشو و نما کے لیے مختلف اقسام کا حلال طیب رزق عطا فرمایا اور پھر اپنے عطا کردہ اناج اور پھل وغیرہ کھانے، مختلف اقسام کی غذاؤں کے استعمال کے طریقے اور ان کی تاثیر کے بارے میں ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ذریعے رہنمائی عطا فرمائی۔ چنانچہ ان کھانوں میں روٹی ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا زیر نظر مضمون میں اسی کا تذکرہ ہے۔

حضور کی پسندیدہ روٹی: پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اکثر جَو کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی گندم کی بھی مگر کبھی بھی میدے کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی زیارت کی یعنی راوی کا خیال ہے کہ یُنانامی بستی میں تشریف لے گئے تو آپ کی خدمت میں تازہ تازہ پکی ہوئی کچھ باریک چپاتیاں پیش کی گئیں، جنہیں دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا: ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے یہ روٹی اپنی آنکھ سے کبھی نہیں دیکھی (چہ جائیکہ کھاتے)۔ [1] حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے باریک روٹی یعنی چپاتی نہیں دیکھی کیونکہ یہ روٹی خالص اور موٹے آٹے سے نہیں پکتی بلکہ اکثر میدے کی ہی پکائی جاتی ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہمیشہ موٹی روٹی وہ بھی اکثر جَو کی اور بے چھنے آٹے کی تناول فرماتے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے میدے کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنے وصال تک میدے کی روٹی کو دیکھا تک نہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا حضور کے عہد مبارک میں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو پوچھا گیا: پھر آپ جَو کے آٹے کو کس طرح صاف کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: ہم اس کو پھونک مارتے، تنکے وغیرہ اُڑ جاتے، پھر ہم اس آٹے کو گوندھ لیتے تھے۔ [2]

معلوم ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کبھی میدے کی روٹی تناول فرمائی نہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی، بلکہ ایک روایت میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لیے آٹا چھان کر روٹی بنائی تو آپ نے استفسار فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: ہم تو اسی طرح آٹا چھان کر روٹی پکاتے تھے، لہٰذا میں نے چاہا کہ آپ کے لیے بھی آٹا چھان کر روٹی پکاؤں۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا: (ہمارے لئے) بغیر چھنے آٹے کی روٹی پکایا کریں۔ [3]

معلوم ہوا حضور کی طبیعت سادہ تھی اور آپ کھانے پینے میں بھی سادگی کو ہی پسند فرماتے تھے، مگر افسوس آج کل لوگوں نے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ رہنا ہی اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ یاد رکھئے! طبی نکتہ نگاہ سے بھی بے چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم ہوتی ہے اور میدہ کی روٹی معدہ پر ثقل اور گرانی پیدا کرتی ہے کیونکہ میدہ قابض، ثقیل اور دیر سے ہضم ہوتا ہے، میدہ کھانے والے اکثر قولنج اور بد ہضمی وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بواسیر اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے۔

جَو کی روٹی کے فوائد: جَو میں جسمانی قوت کا بیش بہا خزانہ پوشیدہ ہے قدیم زمانے سے ہی اس کا استعمال بطور علاج اور قوت بخش غذا کے طور پر ہوتا ہے۔ جَو میں جسم کو توانائی دینے والے اجزا بکثرت پائے جاتے ہیں اس میں 80٪ نشاستہ،

لحمیات،فاسفورس کی بڑی مقدار ہوتی ہے جوکہ بلڈ پریشر میں مفید ہے ،حدت کو کم کرنے کا ذریعہ ہے پیاس بجھاتا ہے، جوڑوں کے درد میں فائدہ مند ہے، چونکہ جَو زہریلے مادوں کو خارج کرتا ہے اس لیے مہاسے، چہرے کے دانوں اور اسی طرح کی دیگر جلدی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ یہ ہماری جسمانی صحت کے لیے ٹانک کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں اسے اپنی روزمرہ کی غذامیں شامل رکھنا چاہیئے تاکہ صحت مند رہیں۔

گندم: گندم کی فصل پوری دنیا میں اگائی جاتی ہے اور غذا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے، گندم کا آٹا ہم روزانہ استعمال کرتی ہیں مگر اس کی افادیت سے مکمل طور پر شاید آگاہ نہیں،حالانکہ گندم کے ذریعے قوت مدافعت میں اضافے کے علاوہ کئی بیماریوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ گندم کی تاثیر گرم ہوتی ہے، اس میں وٹامن، پوٹاشیم، پروٹین، چکنائی، تانبا اور فاسفورس جیسے قیمتی اجزا شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ دل کے مریض، فالج جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا افراد ان بیماریوں سے نجات کے لیے گندم کا آٹا استعمال کریں تو بہت مفید ثابت ہو گا۔ البتہ !بازاری فائن آٹا خالص نہیں ہوتا کیونکہ اس میں سے میدہ، سوجی اور چوکر نکال لیا جاتا ہے، آج جو ہر طرف معدہ اور امراض قلب کے مریض نظر آتے ہیں اس کی ایک اہم وجہ یہی بازاری آٹا بھی ہے۔ کیونکہ گندم کو باریک میدہ بنا کر استعمال کرنے سے اس کے تقریباً20اہم اجزا ضائع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گندم کا چھلکا چھان کر ضائع کر دیا جاتا ہے یا چوکر بنا کر نکال لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ بلڈ پریشر ،دل اور معدے کے امراض میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے، نیز قبض کا بہترین علاج بھی ہے۔ گندم کے چھان بورے سے روٹی بنا کر کھائیں تو ان شاء اللہ چند دنوں میں ہی قبض کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ دائمی قبض بھی ختم ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں آج کل سفید آٹے کی روٹی مروّج ہے اور اس کو ترجیح دینے کی وجہ بھی یہی بتائی جاتی ہے کہ یہ سفید رنگ کی ہوتی ہے جبکہ گندم کے آٹے کی روٹی تھوڑی براؤن ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ ڈبل روٹی ،نان، کلچے اور بیکری کے اجزا کا کثیر استعمال رہی سہی کسر بھی پوری کر دیتا ہے، ان اشیا کے استعمال سے معدہ پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خصوصاً40 سال اور اس سے زائد عمر کے لوگوں کے معدے ڈسٹرب رہتے ہیں، کھانا ہضم نہیں ہوتا، پھر کھانا ہضم کرنے کے لیے مختلف دواؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

گندم کی روٹی کے فوائد: خالص گندم کی روٹی جسم کو مضبوط بناتی ہے، خون اور گوشت پیدا کرتی ہے۔ دماغ اور آنکھوں کو طاقت دیتی ہے۔ مگر کچی یا جلی ہوئی روٹی صحت کیلئے مضر ہیں۔ اطباء کہتے ہیں کہ گندم کے آٹے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اور اس کو مزید طاقتور بنانے کے لیے جب بھی آٹا پسوائیں اس میں جو، مکئی، کالے چنے ،باجرہ اور السی کو شامل کر لیں تو یہ بہت مفید رہے گا بلکہ اس طرح کا آٹا مسلسل استعمال کرتے رہنے سے بیماریوں سے حفاظت رہے گی، آپ کے لیے طاقت کا ذریعہ ثابت ہو گا اور قوتِ مدافعت میں بھی اضافہ ہو گا، نیز وزن بڑھنے کے بجائے کم ہو گا۔ شوگر، بلڈ پریشر اور معدہ کے امراض سے نجات حاصل ہو گی ان شاء اللہ۔ خیال رہے کہ 15 کلو گرام گندم میں 5 کلو جَو، 1 کلو کالے چنے، 1 کلو باجرہ۔ 1 کلو مکئی اور 1 کلو السی کے بیج شامل کر سکتی ہیں، البتہ ! اس کی مقدار میں اپنے مزاج کے مطابق کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

آٹا گوندھنے کا طریقہ: حسبِ ضرورت گندم کا آٹا لیں مثلاً دو کپ آٹے میں آدھا چائے کا چمچ نمک اور دو چمچ کوکنگ آئل ڈال کر پہلے ہاتھ سے اچھی طرح ملا لیں، پھر نیم گرم پانی سے آٹا گوندھیں۔(بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے نمک شامل نہ کیا جائے) آٹا بہت سخت گوندھیں نہ بہت نرم۔ تقریباً ایک کپ یا کچھ زائد پانی دو کپ آٹے میں استعمال ہو گا، بتدریج تھوڑا تھوڑا پانی ڈالیں اور گوندھیں، پھر ہلکا سا آئل ہاتھ پر لگا کر آٹے پر لگائیں اور 10 منٹ کے لیے ڈھک کر رکھ دیں۔ 10

منٹ کے بعد تھوڑا سا مزید آٹے کو ہاتھوں کی مدد سے گوندھیں جب اس کیفیت میں آجائے کہ نہ بہت سخت اور نہ بہت نرم تو اب آٹا تیار ہے۔

آٹا دیر تک محفوظ رکھنے کا طریقہ: بہتر تو یہ ہے کہ ہر کھانے کے وقت پر تازہ آٹا گوندھ کر روٹی بنائی جائے کہ صحت کے لیے مفید ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اکثر دو تین وقت کا آٹا اکٹھا گوندھ کر فریج میں رکھ دیا جاتا ہے اور بعض اوقات توڈھک کر بھی نہیں رکھا جاتا۔ آٹے میں چونکہ جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے لہٰذا فریج میں رکھی گئی مختلف چیزوں کی وجہ سے اس میں جراثیم وغیرہ شامل ہونے کا اندیشہ ہے جو صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ بہر حال کبھی کبھار واقعی آٹا ضرورت کے تحت بھی زیادہ گوندھا جاتا ہے مثلاً رمضان المبارک میں سحری کے لیے کہ اگر آنکھ دیر سے کھلے تب آزمائش نہ ہو لیکن پہلے سے گوندھا ہوا آٹا خشک اور کالا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے یہ کریں کہ آٹا گوندھنے کے بعد اس پر ہلکا سا آئل کا ہاتھ پھیر دیں پھر کسی نم کپڑے سے اس کو ڈھک کر فریج میں رکھ دیں۔ اس طرح امید ہے کہ آٹا خشک بھی نہیں ہو گا اور روٹی بھی نرم ملائم اور مزیدار بنے گی۔

روٹی پکانے کا طریقہ: آٹا گوندھنے کے بعد 10 سے 15 منٹ کے لیے رکھ دیں، پھر توا چولھے پر رکھیں، اب تھوڑا سا آٹا لے کر پیڑا یعنی رول(Roll) بنائیں۔ خشک آٹا (Dry flour) کم سے کم لگائیں ورنہ روٹی سخت ہو جائے گی، پیڑے کو خشک آٹا دونوں سائیڈ پر لگا کر ہلکا سا جھاڑ لیں اور اس کی shape کو انگلیوں کی مدد سے چپٹا کر لیں، اب بیلن کی مدد سے گول کریں یعنی بیلن کو نرمی سے گھماتے جائیں، بیلتے وقت پریشر یعنی دباؤ بالکل نہ ڈالیں تاکہ ہر طرف سے روٹی برابر موٹی یا پتلی ہو بیلن کو روٹی کے تمام اطراف میں یکساں گھمائیں جب روٹی مطلوبہ سائز کی تیار ہو جائے تو اسے توے پر ڈالنے سے پہلے خشک آٹا لگا ہو تو ہلکا سا جھاڑ لیں، چولھے کی تیز آنچ پر توا صحیح طریقے سے گرم ہو جائے تو اس پر روٹی آہستگی سے ڈالیں تاکہ اس کی گولائی میں فرق نہ آئے۔ روٹی توے پر ڈالنے کے بعد پہلی مرتبہ پلٹنے میں جلدی کریں، پھر تھوڑی دیر کے بعد جب اس پر ہلکے ہلکے نشانات ظاہر ہوں پھر پلٹیں۔ دونوں طرف سے برابر پکنے دیں، اب کپڑے کی مدد سے ہلکا ہلکا دبائیں جہاں سے پھول رہی ہو وہاں سے دبائیں تاکہ اسے دوسری جگہ سے پھولنے کا موقع ملے۔ کنارے بھی دبائیں اس طرح کنارے کچے نہیں رہیں گے۔ شروع میں تیز آنچ پر توا گرم کریں بعد میں آنچ درمیانی رکھیں کپڑے کی مدد سے دبا کر بھی روٹی پکائی جاتی ہے، اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ چمٹے وغیرہ کی مدد سے روٹی ڈائریکٹ آگ پر بھی پکائی جاتی ہے۔ اس کے لیے آگ کا شعلہ (Flame) تیز ہونا چاہیئے تاکہ روٹی پھول جائے، جب دونوں اطراف سے برابر پک جائے تو روٹی تیار ہے۔

بیلنے کے بغیر ہاتھوں کی مدد سے بھی روٹی بنائی جاتی ہے، یعنی پیڑے کو دونوں ہتھیلیوں سے تھپک کر روٹی تیار کی جاسکتی ہے مگر اس کے لیے کچھ پریکٹس کی ضرورت ہے۔

روٹی دیر تک محفوظ رکھنے کا طریقہ: بعض اوقات روٹی پکانے کے بعد کسی مصروفیت کے باعث کھانا کھانے میں دیر ہو جائے تو سخت ہو جاتی ہے اور کھانے میں دشواری ہوتی ہے لہٰذا ٭ روٹی گرم رکھنے کیلئے بہت اچھی کوالٹی کے Hotpot استعمال کریں گی تو روٹی نرم اور گرم رہے گی۔ ٭اسی طرح یہ طریقہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کہ ادرک کا ایک چھوٹا ٹکڑا لے کر چھلکے سمیت یا چھلکا اتار کر کسی بھی طرح روٹی لپیٹنے والے کپڑے کی اوپر کی یا نیچے کی کسی تہہ میں رکھ دیا جائے تو اس سے بھی روٹی تازہ رہے گی دیر تک سخت نہیں ہو گی۔ ٭ نیز آٹے کا پیڑا بناتے وقت یا روٹی بیلتے وقت خشک آٹے کا استعمال کم سے کم کریں تو روٹی پکنے کے بعد بھی دیر تک نرم رہے گی۔

(1) ابن ماجہ، 4/43، حدیث:3338 (2) بخاری، 3/532، حدیث:5413
(3) ابن ماجہ، 4/42، حدیث:3336

شرعی رہنمائی

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی (دار الافتاء اہل سنت لاہور)

(1) ریکارڈڈ آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہو گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے اپنے واٹس ایپ اسٹیٹس پر ریکارڈڈ آیتِ سجدہ لگا رکھی ہو تو اس کا اسٹیٹس سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو گا یا نہیں؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں آیتِ سجدہ پر مشتمل ریکارڈڈ، واٹس ایپ اسٹیٹس سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہو گا کیونکہ علماء کرام نے اسے صدائے بازگشت (وہ آواز جو کسی بند یا خالی جگہ لگانے سے دیوار، پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے ٹکرا کر واپس آئے، اس) کی طرح سماعِ مُعاد (پلٹ کر آنے والی آواز کا سننا) قرار دیا ہے اور سماعِ مُعاد میں سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو الحسن مفتی محمد ہاشم خان عطاری

(2) عورتوں کا مائیک پر نعت پڑھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا عورتوں کی محفل میں مائیک پر نعت پڑھنا کیسا جبکہ یہ بات یقینی ہو کہ اس کی آواز باہر کئی غیر محرم افراد تک جارہی ہے؟ تو عورتیں اتنی بلند آواز سے نعت خوانی کر سکتی ہیں یا نہیں؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً یہ ذہن نشین فرما لیجئے کہ عورت کا عورتوں کی محفل میں نعت پڑھنا بے شک جائز، کارِ ثواب اور بہت ساری برکتیں پانے کا باعث ہے، لیکن کوئی بھی ثواب کا کام تبھی ثواب کا ذریعہ بنتا ہے جبکہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے اور اگر شریعت کے کسی امر کی خلاف ورزی لازم آئے تو پھر بسا اوقات ثواب کجا، استحقاقِ گناہ و عذاب ہوتا ہے مثلاً کوئی لوگوں کو دِکھانے کے لئے نماز پڑھے تو گناہ گار ہو گا کہ اس نے شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز پڑھی ہے۔

لہٰذا عورتوں کا میلاد کی محافل منعقد کرنا بھی بے شک جائز و موجبِ اجر و ثواب ہے، لیکن اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا شرعاً لازم ہے کہ عورت کی آواز نامحرموں تک نہ جائے، اگر عورت کی آواز اتنی بلند ہو کہ غیر محرموں کو اس کی آواز پہنچے گی، تو اس کا اتنی بلند آواز سے نعت پڑھنا ناجائز و گناہ ہو گا، خواہ وہ مائیک پر پڑھ رہی ہو یا نہیں یونہی خواہ گھر میں کسی کمرے میں ہو یا کسی اور جگہ کیونکہ عورت کی خوش الحانی اجنبی سنے، محلِ فتنہ ہے اور اسی وجہ سے ناجائز ہے۔

وَاللہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

مُجِیۡب: ابو صدیق محمد ابو بکر عطاری

مُصَدِّق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

ختنہ

ختنے کا آغاز اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے ہوا۔[1] مگر یہ شعار اسلام بھی ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے، جیسا کہ امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ختنہ کرنا کلمہ شریف کی طرح شعائر اسلام میں سے ہے، اس سے مسلمان اور کافر میں باہم امتیاز ہوتا ہے۔[2] اسی لیے عرفِ عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔[3] بلکہ بعض مقامات پر تو اس رسم کی ادائیگی کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔[4] اگرچہ ختنہ کا تذکرہ صراحت کے ساتھ قرآنِ کریم میں مذکور نہیں لیکن احادیثِ مبارکہ میں آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے بیان فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے جن 5 چیزوں کو فطرت میں شامل فرمایا، ان میں سے ایک ختنہ بھی ہے۔[5]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: چودہ انبیائے کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے، حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، شعیب، یوسف، موسیٰ، زکریا، سلیمان، عیسیٰ، حنظلہ ابن صفوان جو اصحابِ رُسل کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔[6]

ختنہ کرنے کے لئے عموماً حجام عملِ جراحی انجام دیتا ہے، مگر آج کل بعض لوگ ڈاکٹروں سے بھی ختنہ کراتے ہیں جو کھال کو سن کر کے عمل جراحی کے ذریعے یا پھر جدید تحقیق کے مطابق رِنگ چڑھا کر ختنہ کرتے ہیں۔

ختنہ کی عمر: ختنہ کے لئے بچے کی عمر کا تعین کوئی نہیں، یہ بچے کے حال پر ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے: امام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، امام شمس الائمہ حلوائی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: جب بچہ اس کو برداشت کر سکے، وہی اس کا وقت ہے، یہاں تک کہ بالغ ہو یعنی بلوغت سے پہلے ختنہ ہو جائے۔[7] نیز دستور العلماء میں ہے کہ صحیح وہی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا کہ ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، ہاں بچے کے حال کو دیکھا جائے، اگر وہ اس کی طاقت رکھتا ہے تو تاخیر نہ ہو، البتہ! اگر کمزور ہو تو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ طاقتور ہو جائے۔[8] جبکہ بہارِ شریعت میں ہے: ختنہ کی مدت 7 سال سے 12 سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ نیز اگر کوئی بچہ پہلے سے ہی ختنہ شدہ پیدا ہوا تو اب ختنہ کی حاجت نہیں۔[9] لیکن اگر کوئی شخص نیا نیا مسلمان ہو یا کسی بھی وجہ سے اس کا ختنہ چھوٹی عمر میں نہ ہوا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر وہ خود ختنہ کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو ممکن ہو تو اس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ کر دے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کر دے کہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں۔ بوقت ضرورت بقدرِ ضرورت طبیب جائے مرض (خواہ وہ جائے پردہ ہو) کو دیکھ سکتا ہے اور قدر ضرورت محض اندازے سے ہو گی۔ اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔[10]

ختنہ قبلِ بلوغ ضروری ہے، لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جتنا کم

عمری میں ختنہ ہو گا اتنا ہی بچے کے لئے فائدہ ہو گا، بلکہ بہت سے بچے پیدائشی طور پر کمزور اور بیمار ہوتے ہیں، ختنہ کراتے ہی ان کی کمزوری اور بیماری دور ہو جاتی ہے، لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کا ختنہ کر دیا جائے بلکہ اس کے متعلق اطبا اور ڈاکٹروں سے مشورہ ضروری ہے، اسی لئے ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ختنہ کی کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی۔[11]

ختنہ میں حکمت: اس میں طبی اعتبار سے کئی فوائد ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

ختنہ سے متعلق عوام میں پائی جانے والی باتیں:

٭ختنہ کے موقع پر اپنی خوشی سے بچے یا اس کے والدین کے لئے کپڑے، مٹھائی یا اور کوئی ہدیہ تحفہ بھیجنا۔ ٭اس موقع پر لوگوں میں مٹھائی بانٹنا یا کھانا کھلانا۔ یہ دونوں باتیں جائز ہیں۔ ٭البتہ! اس موقع پر بچے کے والد کا اپنی بہنوں بہنوئی و دیگر اہلِ قرابت کو کپڑوں کے جوڑے دینا، ادھر بچے کے نانا، ماموں کی طرف سے نقدی، روپیہ کپڑوں کے جوڑے لانا ضروری و لازم ہونا یہ درست نہیں۔ ٭نیز یہ سمجھنا بھی جائز نہیں کہ جس کا ختنہ نہ ہوا وہ مسلمان نہیں ہوا۔ ٭بعض بچوں میں پیدائشی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، پھر بھی اس کے ختنہ کی رسم کی ادائیگی کے لیے رشتے دار جمع ہوتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گلوری کاٹی جاتی ہے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں۔[12] ٭جن کا ختنہ نہ ہوا ہو بعض لوگ انہیں ناپاک سمجھتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ختنہ نہ ہو یہ شادی نہیں کر سکتا یا اس کا ذبیحہ حلال نہیں یہ تمام باتیں درست نہیں بلکہ جہالت ہیں۔ ٭بعض قوموں میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ عورتیں ختنہ کی کھال اور میٹھے چاول لے کر گانا گاتے ہوئے تالاب جاتی ہیں اور کٹی ہوئی کھال کو اس میں دفن کرتی ہیں اور سب عورتیں اس تالاب میں خوش ہو کر نہاتی اور کھیلتی ہیں، خوب طوفانِ بدتمیزی برپا ہوتا ہے، تالاب سے نکلنے کے بعد وہ میٹھے چاول ان میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جو وہ کھاتی بھی ہیں اور ایک دوسرے کے گال پر بھی لگاتی ہیں۔ یقیناً یہ ایک شرمناک اور غیر شرعی رسم ہے، اس سے توبہ کرنی چاہیے۔[13]

٭ختنہ سے پہلی رات جگ راتا ہوتا ہے، جسے خدائی رات کہتے ہیں جس میں سب عورتیں جمع ہو کر رات بھر گانا گاتی ہیں اور گھر والے گلگلے[14] پکاتے ہیں، پھر فجر کے وقت جوان لڑکیاں اور عورتیں گاتی ہوئی مسجد کو جاتی ہیں وہاں جا کر ان گلگلوں سے طاق بھرتی ہیں، یعنی گھی کا چراغ اور یہ گلگلے و کچھ پیسے طاق میں رکھ کر گاتی ہوئی واپس آتی ہیں۔ یہ رسم بعض جگہ شادی پر بھی ہوتی ہے اور یہ رسم یوپی کی بعض قوموں میں زیادہ ہے مگر ختنہ کے وقت اس کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی جائز نہیں۔

٭رشتے داروں کی موجودگی میں ختنہ ہوتا ہے اور نائی ختنہ کر کے اپنی کٹوری رکھ دیتا ہے جس میں ہر شخص حسب توفیق کچھ رقم ڈالتا ہے اور پھر بچے کے والد کی طرف سے برادری کی روٹی ہوتی ہے، اہلِ قرابت جو نائی کی کٹوری میں پیسے روپے ڈالتے ہیں وہ نیوتا کہلاتا ہے، یہ درحقیقت بچّے کے والد پر قرض کی طرح ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کے گھر ختنہ ہو تو یہ بھی اس کے گھر نقدی دے۔ برادری کی روٹی اور نائی کو اس قدر چندہ کر کے دینا سخت بری رسم ہے۔[15] ٭بچے کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے، اس کا عقیقہ اور ختنہ باپ کرے۔ یہ پابندی لگا دینا کہ پہلے بچے کا ختنہ نانا، ماموں کریں اسلامی قاعدے کے خلاف ہے۔[16]

---

❶مراۃ المناجیح، 6/193 مفہوماً ❷عمدۃ القاری، 15/ 89 ❸بہار شریعت، 3/589، حصہ: 16 ❹اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 8 / 850 ❺بخاری، 4/75، حدیث: 5891 ❻مراۃ المناجیح، 6/147 ❼فتاویٰ قاضی خان، 2/ 368 ❽دستور العلماء، 2/55 ❾بہار شریعت، 3/589 ❿فتاویٰ رضویہ، 22/ 593 ⓫ختنہ کی تحقیق اور احکام، ص 7 ⓬بہار شریعت، 3/589، حصہ: 16 ⓭اسلامی زندگی، ص24، 25 ⓮آٹے میں شکر یا گڑ وغیرہ گھول کر تیل یا گھی میں تلا ہوا ایک شیریں پکوان۔ (اردو لغت کبیر، 16/152) ⓯اسلامی زندگی، ص24، 25 ⓰اسلامی زندگی، ص24، 25

اللہ پاک کو خوش اور راضی کرنے والے کاموں میں سے ایک بہت ہی پیارا کام سخاوت ہے، جس سے مراد فیاضی و بخشش ہے۔ سخی یعنی سخاوت کرنے والے کو دریا دل اور فراخ دل بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ سخاوت کا ایک معنٰی جُود و کرم بھی ہے۔ اسی وجہ سے سخی انسان کو جواد اور کریم بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ! یہاں یہ یاد رہے کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سخی وہ ہے جو اپنے مال سے خود بھی کھائے اوروں کو بھی کھلائے۔ جواد وہ ہے جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسی لئے رب تعالیٰ کو سخی نہیں کہہ سکتے جواد کہتے ہیں۔[1]

سخاوت کیا ہے؟

اسکے متعلق کئی اقوال مروی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

٭ ضرورت کے وقت مال خرچ کرنا اور بقدرِ استطاعت مستحقین تک پہنچانا۔[2]

٭ کسی کے کچھ مانگنے سے پہلے اس کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا اور اگر کوئی کچھ مانگ لے تو خوش دلی سے اسے عطا کرنا بلکہ مزید بھی شفقت و مہربانی کا سلوک کرنا۔[3]

٭ تنگ دستی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔[4]

٭ سخاوت جُود کے معنٰی میں ہے اور اس سے مراد جمع شدہ مال کو بغیر عوض کے خرچ کرنا ہے۔[5]

٭ بعض نے کہا: ریاکاری اور احسان جتلائے بغیر دینا سخاوت ہے اور بعض کے نزدیک بغیر مانگے دینا اور اسے بھی تھوڑا سمجھنا سخاوت ہے۔ کسی نے کہا سخاوت سائل کو دیکھ کر خوش ہونا اور جس قدر ممکن ہو خوشی سے اسے دینا سخاوت ہے۔ بعض کے خیال میں سخاوت یہ ہے کہ اس تصوُّر سے مال دینا کہ مال اللہ پاک کا ہے اور بندہ بھی اسی کا ہے، لہٰذا اللہ پاک کا بندہ اللہ پاک کا مال بغیر فقر و فاقہ کے خوف سے دے رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ کچھ مال دینا اور کچھ روک رکھنا سخاوت، جبکہ زیادہ دینا اور تھوڑا سا بچا رکھنا جُود ہے۔[6]

الغرض سخاوت کی جو بھی تعریف کی جائے اس میں کسی کو دینے کا مفہوم غالب ہے، چونکہ ہر انسان جب کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، اس لئے اس کی ہر کیفیت کو علمائے کرام نے ایک الگ نام سے تعبیر کیا، جیسا کہ قاضی عیاض مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: **سُھُوْلَۃُ الْاِنْفَاقِ** یعنی آسانی کے ساتھ خرچ کرنا سخاوت۔ **اَلتَّجَافِیْ عَمَّایَسْتَحِقُّہُ الْمَرْءُ عِنْدَ غَیْرِہٖ بِطِیْبِ نَفْسٍ** اپنے حق کو دوسرے کے پاس خوش دلی کے ساتھ رہنے دینا سماحت۔ **تَجَنُّبُ اکْتِسَابِ مَالَا یُحْمَدُ** اور جو چیز ناپسندیدہ ہو اس سے بچنا جُود ہے۔ (خرچ نہ کرنا ناپسندیدہ عمل ہے، مگر دلی رغبت و شوق سے خرچ کرنا جُود ہے) اور **اَلْاِنْفَاقُ بِطِیْبِ نَفْسٍ فِیْمَا یَعْظُمُ خَطَرُہٗ وَنَفْعُہٗ** یعنی اجر و ثواب اور دنیوی و اخروی نفع کیلئے خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنا کرم کہلاتا ہے۔[7] ایثار بھی سخاوت ہی کی ایک صورت ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دنیاوی اُمور میں ایثار کرنا سخاوت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ** (پ28، الحشر:9) ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔[8]

امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے مال کو اس حکمت اور مقصد کے لئے پیدا فرمایا کہ اس سے مخلوق کی

ضروریات پوری ہوں۔ اب جس کو مال ملے تو یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے مخلوق کی ضروریات میں خرچ کرنے کے بجائے وہاں خرچ کرے جہاں ضرورت نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس مال کو اعتدال کے ساتھ صرف وہیں خرچ کرے جہاں حاجت ہو۔ لہٰذا جہاں خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنے کو بخل اور جہاں ضروری نہ ہو وہاں خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں۔ جبکہ ان دونوں کا درمیانی درجہ جود و سخا ہے۔[9]

سخاوت اللہ و رسول کو حد درجہ پسند ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اللہ پاک جواد ہے اور جود و سخا کو پسند کرتا ہے۔[10] نیز یہ جنت کی ضمانت بھی ہے کہ ایک روایت میں ہے: سخاوت جنّت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے، جس کی ٹہنیاں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ جو بھی ان میں سے کسی ایک ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے وہ اسے جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔[11] ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کس قدر سخی تھے، اس کے متعلق مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سب سے بڑھ کر سخی تھے اور سخاوت کا یہ دریا سب سے زیادہ اس وقت جوش پر ہوتا جب رمضان میں آپ سے جبرائیل امین ملاقات کیلئے حاضر ہوتے۔[12] یہی نہیں بلکہ ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ایسے سخی تھے کہ کبھی کسی سائل کو جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔[13] حضور نے یہی تربیت صحابہ و صحابیات کی بھی فرمائی، جیسا کہ حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: صدقات و خیرات نہ روکو ورنہ تم سے (رزق) روک لیا جائے گا۔[14] اور ایک روایت میں ہے کہ مال باقی رکھنے کے لیے شمار نہ کرو ورنہ اللہ پاک تم پر شمار کرے گا۔[15] اسی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کبھی مال جمع کر کے نہ رکھتیں، بلکہ اگر کہیں سے کچھ ہاتھ میں آتا تو فوراً راہِ خدا میں خرچ کر دیتیں، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک لونڈی فروخت کی اور ابھی اس کی قیمت گود میں لے کر بیٹھی تھیں کہ آپ کے خاوند حضرت زبیر نے اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان سے وہ رقم مانگ لی تو آپ نے عرض کی: میں تو یہ سب صدقہ کرنے کی نیت کر چکی ہوں۔[16]

حضرت اسما رضی اللہ عنہا جہاں خود سخاوت فرمایا کرتیں، وہیں اپنے گھر کی دیگر عورتوں کو بھی نصیحت کیا کرتیں کہ اللہ پاک کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہو گی تو کوئی چیز ضرورت سے زیادہ نہ پاؤ گی (کہ ضرورت تو بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو نقصان میں نہ رہو گی۔[17]

پیاری اسلامی بہنو! شیطان کبھی نہ چاہے گا کہ ہم سخاوت کی عادت اپنائیں کیونکہ سخی اللہ سے قریب لوگوں سے قریب جنت سے قریب اور جہنم سے دور ہے اور ہمارا دشمن نہیں چاہتا کہ ہم ان اچھائیوں کے قریب ہوں بلکہ وہ ہمیں بخل پر اکساتا ہے کیونکہ بخیل اللہ سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے، اس لئے وہ چاہتا ہے ہم بخل کر کے جہنم سے قریب ہو جائیں۔[18] چنانچہ ہمیں چاہیے کہ شیطان کے ارادوں کو ناکام بنائیں اور اچھی اچھی نیتوں سے بخل سے بچتے ہوئے راہِ خدا میں خرچ کی عادت اپنائیں تا کہ ہمارا شمار بھی سخیوں میں ہو اور بخل سے بچنے اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکت سے ہم بھی جنت کی حق دار بن جائیں۔

---

❶مرأۃ المناجیح، 1 / 221 ❷ادب الدنیا والدین، ص297 ❸احیاء العلوم مترجم، 3 / 739 ❹حلیۃ الاولیاء، 2 / 45 ، رقم:1427 ❺فتح الباری، 10 / 457 دار المعرفۃ ❻احیاء العلوم مترجم، 3 / 779 ❼الشفا بتعریف حقوق المصطفٰے، 1 / 111 ❽مرأۃ المناجیح، 6 / 75 ❾احیاء العلوم مترجم، 3 / 779 ❿ترمذی، 4 / 365، حدیث: 6808 ⓫شعب الایمان ، 7 / 434، حدیث: 10875 ⓬بخاری، 1 / 9، حدیث: 6ملتقطاً ⓭الشفا بتعریف حقوق المصطفٰے، 1 / 111 ⓮بخاری، 1 / 483، حدیث: 1433 ⓯بخاری، 1 / 483، حدیث: 1434 ⓰مسلم، ص 925، حدیث: 2182 ⓱طبقات کبریٰ، 8 / 198 ⓲ترمذی، 3 / 387، حدیث 1968 ملتقطاً

بنت عثمان عطاریہ مدنیہ
رکن مشاورت جامعات المدینہ گرلز

اللہ پاک کو ناراض کرنے، اس کی رحمت کو دور کرنے اور اس کے غضب کو دعوت دینے والے کاموں میں سے ایک بہت ہی برا کام بخل (یعنی کنجوسی) بھی ہے، بخل کے انتہائی مذموم ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہمارے پیارے نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر بخل سے اللہ پاک کی پناہ مانگا کرتے تھے۔[1]

بخل کسے کہتے ہیں؟ بخل یہ ہے کہ جہاں شرعاً یا عرف و عادت کے اعتبار سے خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا۔ زکوٰۃ، صدقۂ فطر وغیرہ میں خرچ کرنا شرعاً واجب ہے اور دوست احباب، عزیز رشتہ داروں پر خرچ کرنا عرف و عادت کے اعتبار سے واجب ہے۔[2] بخل کی مثالیں: زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود نہ دینا، فطرہ واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا، مہمان کی مہمان نوازی میں بلاوجہ تنگی کرنا وغیرہ۔[3]

بخل کا حکم یہ ناجائز ہے۔

قرآنِ کریم میں بخل کی مذمت: قرآنِ کریم میں ہے:

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْؕ-بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْؕ (پ4، ال عمران:180) ترجمہ کنز العرفان: اور جو لوگ اس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ بخل ان کیلئے برا ہے۔

اس آیت میں راہِ خدا میں مال خرچ نہ کرنے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ اگر کوئی زکوٰۃ ادا کرنے میں بخل کرتا ہے تو وہ بھی اس میں داخل ہے۔[4] جبکہ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے: هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ-فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُۚ-وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖؕ (پ26، محمد:38) ترجمہ کنز العرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: تم لوگوں کو اللہ پاک کی راہ میں وہاں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے جہاں خرچ کرنا تم پر ضروری ہے تو تم میں کوئی صدقہ دینے اور فرض ادا کرنے میں بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان سے بخل کرتا ہے کیونکہ وہ خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جائے گا اور بخل کرنے کا نقصان اٹھائے گا، اللہ پاک تمہارے صدقات اور طاعات سے بالکل بے نیاز ہے اور تم سب اس کے فضل و رحمت کے محتاج ہو تو وہ تمہیں جو بھی حکم دیتا ہے تمہارے فائدے کے لئے ہی دیتا ہے، اگر تم اس پر عمل کرو گے تو نفع اٹھاؤ گے اور نہیں کرو گے تو نقصان بھی تم کو ہی ہو گا اور یاد رکھو! اگر تم اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت سے منہ پھیرو گے تو وہ تم کو ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نافرمان نہ ہوں گے بلکہ انتہائی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہوں گے۔[5]

احادیث مبارکہ میں بخل کی مذمت: بخل کی نحوست پر چند احادیثِ کریمہ پیش خدمت ہیں:

❶ کوئی بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔[6]

❷ مومن میں دو عادتیں جمع نہیں ہو سکتیں: بخل اور بد اخلاقی۔[7]

❸ آدمی کی دو عادتیں بری ہیں بخیلی جو رلانے والی ہے، بزدلی جو ذلیل کرنے والی ہے۔[8]
❹ مالدار بخل کی وجہ سے بلا حساب جہنم میں داخل ہوں گے۔[9]
❺ بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے اُنھیں خون بہانے اور حرام کو حلال ٹھہرانے پر آمادہ کیا۔[10]

بخل کے دنیوی نقصانات: ❶ بخل کی وجہ سے انسان کو اپنی جان یا مال وغیرہ میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ❷ بخل انسان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اس کی گھر میں عزت ہوتی ہے نہ باہر۔ حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بخیل کو دیکھنا دل کو سخت کرتا ہے اور بخیل سے ملنا مومنوں کے دلوں پر شاق ہوتا ہے۔[11] ❸ بخل کی وجہ سے لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں۔ ❹ بخیل شخص سے لوگ بغض رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہنا یا اس کو اپنے ساتھ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سخی لوگ چاہے فاجر ہوں ان کے لئے دلوں میں محبت ہی ہوتی ہے اور بخیل چاہے کتنے ہی بھلے کیوں نہ ہوں دلوں میں ان کے لئے نفرت ہی پائی جاتی ہے۔[12] ❺ بخل کرنے والا رشتوں کے سائے سے محروم رہ جاتا ہے۔ ❻ بخل کی وجہ سے بندہ زکوٰۃ، فطرہ اور صدقات ادا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ ❼ بخیل سے شیطان خوش ہوتا اور اس کو مزید برائیوں میں دھکیل کر اس کی آخرت کے ساتھ ساتھ اس کی دنیا برباد کرتا رہتا ہے۔

بخل کے چند دینی نقصانات: تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں بخل کے چند دینی نقصانات ملاحظہ ہوں:
❶ بخل کرنے والا کبھی کامل مومن نہیں بن سکتا بلکہ کبھی بخل ایمان سے بھی روک دیتا ہے اور انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے، جیسے قارون کو اس کے بخل نے کافر بنا دیا۔
❷ بخل کرنے والا گویا کہ اس درخت کی شاخ پکڑ رہا ہے جو اسے جہنم کی آگ میں داخل کر کے ہی چھوڑے گی۔
❸ بخل کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔
❹ بخل کرنے والا مال خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جاتا اور نہ خرچ کرنے کے وبال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔
❺ بخل کرنے والا حرص جیسی خطرناک باطنی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے اور اس پر مال جمع کرنے کی دھن سوار ہو جاتی ہے اور اس کیلئے وہ جائز ناجائز تک کی پروا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔[13]

بخل کے علاج کے طریقے: ❶ بخل کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ اللہ کریم کا خوف اور ڈر نہ ہونا ہے، چنانچہ بخیل کو چاہیے کہ اللہ پاک کا خوف دل میں پیدا کرے کہ اگر اللہ پاک میرے اس عمل کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گیا تو میرا کیا بنے گا! اس طرح کرنے سے ان شاءاللہ فائدہ ہو گا۔
❷ بخل کے دینی اور دنیوی نقصانات پر غور و فکر کرے ذکر کئے گئے بخل کے نقصانات پر غور و فکر کرنے سے بھی بہت حد تک بخل کی بیماری سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔
❸ سخاوت کے فضائل و فوائد کے بارے میں جاننا۔ بخیل کو چاہئے کہ وہ قرآنِ کریم اور احادیثِ کریمہ میں بیان کئے گئے سخاوت کے فضائل و فوائد کا بھی مطالعہ کرے، اس سے اس کا دل نرم ہو گا، سخاوت کا جذبہ پیدا ہو گا اور بخل کی نفرت دل میں جوش مارے گی۔

مذکورہ باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی چاہیے کہ بخل سے کام نہ لیں بلکہ اگر کسی میں یہ عادت پائی جاتی ہے تو اس سے جان چھڑائے اور سخاوت کی عادت اپنائے۔ اِن شاءَ اللہ اس کے فوائد و برکات دنیا و آخرت میں نصیب ہوں گے۔

---

❶ بخاری، 2/280، حدیث: 2893 ملتقطاً ❷ احیاء العلوم، 3/320 ❸ فرض علوم سیکھئے، ص 722 ❹ تفسیر صراط الجنان، 2/104 ❺ تفسیر صراط الجنان، 9/332 ❻ معجم اوسط، 3/125، حدیث: 4066 ❼ ترمذی، 3/387، حدیث: 1969 ❽ ابو داؤد، 3/18، حدیث: 2511 ❾ مسند الفردوس، 1/444، حدیث: 3309 ❿ مسلم، ص 1069، حدیث: 2578 ⓫ ضیائے صدقات، ص 113 ⓬ ضیائے صدقات، ص 113 ⓭ تفسیر صراط الجنان، 9/333

اعتماد کو ٹھیس پہنچانا

بنت محمد منشا عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ کینال ویو، ساہیوال
وذمہ دار کابینہ فنانس ڈیپارٹمنٹ ساہیوال

عائشہ اور مریم میں بہت گہری دوستی تھی۔ اسکول ہو یا مدرسہ دونوں سہیلیاں ہمیشہ ایک ساتھ دکھائی دیتیں، یہاں تک کہ ان کا کھیلنا کودنا، اٹھنا بیٹھنا، پڑھنا پڑھانا وغیرہ بھی ایک دوسری کے بغیر نہ ہوتا۔ اس گہری دوستی کی ایک وجہ ان دونوں کا ایک دوسری پر حد درجہ اعتماد اور بھروسا کرنا بھی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک دوسری سے کبھی کوئی بات نہ چھپاتیں، بلکہ ایک دوسری کے راز کی خوب حفاظت کرتیں۔

ان کی دوستی کی ہر کوئی مثال دیتا، بلکہ ان کی دوستی پر دیگر لڑکیاں رشک کیا کرتیں۔ یقیناً اچھی دوستی اللہ پاک کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ کسی کو اچھی دوست مل جائے تو وہ اللہ پاک کا شکر بجالائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے کسی کی بری نظر لگ جائے، کیونکہ ایک روایت میں ہے: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک بری نظر انسان کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں پہنچا دیتی ہے۔[1]

عائشہ اور مریم کی دوستی کو بھی کسی کی نظر لگ گئی اور مریم سے انجانے میں ایک ایسی غلطی ہو گئی جس سے عائشہ کے اعتماد کو ٹھیس پہنچی۔ ہوا کچھ یوں کہ عائشہ نے اپنی بڑی بہن اقصیٰ کی سالگرہ کے موقع پر انہیں کوئی اچھا سا تحفہ دینے کا سوچا اور مریم سے بھی مشورہ کیا تو دونوں نے فیصلہ کیا کہ تحفہ لینے ساتھ ہی جائیں گی اور اقصیٰ آپی کی پسند کی کتاب لائیں گی اور سالگرہ سے پہلے اقصیٰ آپی کو بالکل اس کی ہوا بھی نہ لگنے دیں گی۔ لہٰذا دونوں نے بڑی راز داری سے تحفہ لاکر کہیں چھپا دیا۔

ایک دن مریم اپنی دوست عائشہ کے ہاں گئی تو وہ گھر پر نہ تھی، اتفاق سے اس کی ملاقات اقصیٰ آپی سے ہو گئی تو باتوں باتوں میں بے خیالی میں مریم کے منہ سے نکل گیا کہ اس نے اور عائشہ نے مل کر ان کی سالگرہ کے لئے ایک سرپرائز گفٹ خرید رکھا ہے اور پھر بعد میں اقصیٰ آپی کے حد درجہ اصرار پر مریم کو یہ بھی بتانا پڑا کہ وہ سرپرائز گفٹ تفسیر صراط الجنان ہے۔ یہ جان کر اقصیٰ آپی کی مسرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ وہ ایک عرصے سے یہ کتاب خریدنے کے متعلق سوچ رہی تھیں، مگر کوئی صورت بن نہیں پا رہی تھی، چنانچہ عائشہ گھر آئی تو یہ ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئیں کہ تم نے میری سالگرہ پر جو سرپرائز گفٹ دینا تھا وہ مجھے معلوم ہو گیا ہے لہٰذا بہتر ہے ابھی دیدو۔ عائشہ پہلے تو حیران ہوئی کہ انہیں گفٹ کے متعلق کیسے معلوم ہوا، بہرحال پھر بھی وہ بولی: آپی کونسا گفٹ؟ تو اقصیٰ آپی نے بتادیا کہ مریم نے انہیں سب کچھ بتادیا ہے۔ اب چونکہ سرپرائز تو نہیں رہا، لہٰذا بہتر ہے کہ تفسیر صراط الجنان ابھی دیدو۔ یہ جان کر عائشہ کو مریم پر بڑا غصہ آیا اور وہ اس سے ناراض ہو گئی کہ اس نے یہ بات آپی کو بتاکر اسکے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ مریم کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اس نے عائشہ سے معافی مانگ کر اس کو منانے کے بڑے جتن کئے مگر وہ نہ مانی، بالآخر اقصیٰ آپی کو حقیقت معلوم ہوئی تو انہوں نے ان دونوں کے درمیان صلح کروادی اور دونوں سہیلیاں پھر سے خوشی خوشی رہنے لگیں۔

معلوم ہوا! ہمیں کبھی بھی ان لوگوں کا بھروسا نہیں توڑنا چاہیے جو ہم پر اعتماد کر کے ہمیں اپنا کوئی راز بتاتے ہیں۔

---

1 مسند الشہاب، 2/ 141، حدیث: 1059

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 25 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ اس ماہ موصول ہونے والے کل مضامین 93 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قرآن کریم سے 10 اسمائے مصطفےٰ	51	ماہنامہ فیضان مدینہ پر ایک تجزیہ	12	نماز ظہر پر 5 فرامین مصطفےٰ	30
ریجیکٹ مضامین	6	ریجیکٹ مضامین	0	ریجیکٹ مضامین	11

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: ام قبیصہ عطاریہ، بنتِ اسحاق، بنتِ جاوید، بنتِ محمد حسین مدنیہ، بنتِ عابد حسین، بنت عابد، بنتِ محمد عدنان، بنتِ منصور، بنتِ صادق عطاریہ، بنتِ رضوان عطاریہ، ام ورد عطاریہ، بنتِ شہزاد حسین، بنتِ اکرام عطاریہ، بنت ابراہیم، بنت محمد اکرم عطاریہ، ام غزالی، بنتِ محمود علی۔ سیالکوٹ: بنتِ محمد یوسف، بنتِ اعجاز عطاریہ، بنتِ محمد اقبال، بنتِ رمضان، بنتِ شیر حسین، بنتِ طارق عطاریہ، بنتِ ایمان طاہر، بنتِ فیض، بنتِ مبارک علی، بنتِ محمود رضا انصاری، بنتِ منظور حسین، بنتِ منیر حسین عطاریہ، ہمشیرہ سمیع اللہ، بنتِ شبیر، بنتِ عبدالرزاق، بنتِ محمد شفیق، بنتِ منور حسین، بنتِ عبدالعزیز عطاریہ، بنتِ منیر احمد، بنتِ ظہور احمد۔ واہ کینٹ: بنتِ شاہنواز، بنتِ آصف جاوید، بنتِ شوکت۔ گجرات: بنتِ شبیر احمد، بنتِ منور حسین۔ متفرق شہر: بنتِ اشرف عطاریہ (گوجرہ)، بنتِ فیصل (فیصل آباد)، بنتِ حسن عطاریہ (ساہیوال)، بنتِ رفیق عطاریہ (اوکاڑہ)، بنتِ محمد اقبال (لاہور)، بنتِ امین عطاریہ (محراب پور)، بنت دلپذیر (کشمیر) ہند: سرنکوٹ: بنتِ خواجہ امیر دین، بنتِ فاروق احمد۔ حیدر آباد: بنتِ ساجد علی اشرفی، بنتِ محمد الیاس علی شاہ، بنتِ سید غلام نبی چشتی، بنتِ خواجہ اعظم۔ ممبئی: بنتِ افتخار عطاریہ، بنتِ سلیم شیخ۔ متفرق شہر: بنتِ اعجاز (رتلام)، بنتِ محمد شیخ ابراہیم (بازار گھاٹ)، اُمِّ زفر اشرفیہ (مہاراشٹر)، بنتِ مظہر (پونہ)، بنتِ غلام رسول (اننت ناگ)، بنتِ اکبر (کاشی پور)، بنتِ پرویز احمد خان (مرزاپور)۔ اوورسیز: بنتِ حلیم قریشی (بیلجیم)، ام حسان (سڈنی)۔

نمازِ ظہر پر 5 فرامینِ مصطفےٰ

فرسٹ: بنتِ محمد اکرم عطاریہ (گلشن معمار، کراچی)

یوں تو نماز پنجگانہ پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر نماز کے جداگانہ فضائل بھی ہیں، بے شک ہر نماز کی اپنی الگ حیثیت ہے، اسی طرح نمازِ ظہر بھی اپنے پڑھنے والوں کے لئے برکتوں اور فضیلتوں کی نوید لئے ہوئے ہے۔ ظہر کا ایک معنیٰ ہے: ظَہِیْرَۃ (یعنی دوپہر) چونکہ یہ نماز دوپہر کے وقت پڑھی جاتی ہے، اس لئے اسے ظہر کی نماز کہا جاتا ہے۔[1] حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ علیہ السّلام نے اللہ پاک کے حکم کی بجاآوری کے دوران اپنے فرزند کی جان محفوظ رہنے اور دُنبہ قربانی کرنے کے شکریہ میں ظہر کے وقت چار رکعتیں ادا کیں تو یہ نماز ظہر ہو گئی۔[2] ظہر کے وقت عام طور پر لوگ اپنے کام کاج، کاروبار، دفاتر وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں اور گھریلو خواتین گھر کے کام اور کھانا بنانے میں مصروف ہوتی ہیں، ان مصروفیات کو لے کر نماز میں سُستی کرنا درست نہیں، بلکہ اپنے شیڈول کو اس طرح ترتیب دیں کہ نماز کا حرج نہ ہو۔ نمازِ ظہر کی اہمیت پر چند فرامینِ مصطفےٰ ملاحظہ کیجئے: (1) امیرُ المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عنہ سے روایت ہے: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں۔[3] (2) حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عنہا سے مروی ہے، نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب ظہر سے پہلے

چار سنّتیں نہ پڑھ پاتے تو انہیں بعد میں (یعنی ظہر کے فرض پڑھنے کے بعد) پڑھ لیا کرتے تھے۔[4] (3) فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کیلئے جنّتِ عدن میں پچاس درجے ہوں گے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا، جتنا ایک سدھایا ہوا (یعنی تربیت یافتہ) تیز رفتار، عمدہ نسل کا گھوڑا 50 سال میں طے کرتا ہے۔[5] (4) نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کے لئے اس جیسی پچیس نمازوں کا ثواب اور جنّتُ الفردوس میں ستر درجات کی بلندی ہے۔[6] ہماری اکثریت نوافل اس لئے چھوڑ دیتی ہے کہ انہیں نہ پڑھنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن یہ محرومی ہے۔ (5) نمازِ ظہر کی سنّتیں اور نوافل پڑھنے کی بھی کیا ہی زبردست فضیلت ہے کہ حدیثِ پاک میں فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار (یعنی دو سنت اور دو نفل) پر محافظت کی، اللہ پاک اس پر (جہنم کی) آگ حرام فرما دے گا۔[7] سبحٰن اللہ! ہر نماز ہمارے لئے اللہ پاک کا تحفہ اور نعمت ہے جس میں ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، اللہ پاک ہمیں پانچ وقت کی نمازی بنائے اور وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

ماہنامہ فیضانِ مدینہ پر ایک تجزیہ

فرسٹ: بنتِ افتخار (بمبئی کالونی، ہند)

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے دین کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت میں جس بھی شعبے میں قدم رکھا، اللہ پاک کی رحمت شاملِ حال رہی۔ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نظرِ کرم نے دعوتِ اسلامی کو وہ کامیابی عطا فرمائی جس کا نظارہ عالَم پر آشکار ہے۔ دعوتِ اسلامی کی طرف سے امّت کے لئے بہترین تحفہ اور علمِ دین کا خزانہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: ہر چیز کا ایک راستہ ہوتا ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ علم حاصل کرنے کا بہت ہی بہترین ذریعہ کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے۔ انسان کا بہترین دوست کتاب ہوتی ہے بشرطیکہ وہ کس قسم کی کتاب سے دوستی کرتا ہے۔ آج کے اس پُرفتن دور میں جہاں الیکٹرونک میڈیا نے تباہی مچائی ہے، وہیں ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھی فحاشی و بے حیائی پھیلائی جارہی ہے۔ کئی ایسے ناولز پڑھنے والے لوگ ہیں جو باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ ایسے ناولز اور ڈائجسٹ وغیرہ کی بکنگ کرواتے اور انہیں پڑھتے ہیں کہ جن میں رومانی مضامین، فحش و بے حیائی، جھوٹ اور کردار کو بگاڑنے والی تحریریں ہوتی ہیں۔ الامان والحفیظ۔ لہٰذا معاشرے کو ضرورت تھی اس بات کی کہ جو طبقہ علم دوست تو ہے مگر علمِ دین کی دولت سے کچھ دور ہے ان کو ایسا لٹریچر دیا جائے جو ان کو سیدھا راستہ دکھائے۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں کیا کیا ہوتا ہے؟ اس میں مفتیانِ کرام کے قرآن و حدیث پر مشتمل کالمز ہوتے ہیں۔ آپ کے ضروری مسائل کے حل کیلئے ”دارُ الافتاء اہلِ سنّت“ کے فتاویٰ جات بھی ہوتے ہیں۔ بچّوں کے لئے دلچسپ کہانیاں اور تاجروں کے لئے راہ نمائی حاصل کرنے کا معلوماتی کالم ”احکامِ تجارت“ جبکہ خواتین کیلئے خصوصی طور پر ان کے مسائل کا حل بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ ماہنامہ رنگین شمارہ اور سادہ شمارہ میں دستیاب ہے۔ آپ گھر بیٹھے سال بھر کی بکنگ کروا سکتے ہیں۔ یہ ماہنامہ خوبصورت کلرنگ کی وجہ سے آنکھوں کو بھاتا ہے اور اس کے مضامین پڑھنے والا متاثّر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کی ایک اور بہترین چیز یہ ہے کہ اس میں مختلف عنوانات پر اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو لکھنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے، پھر جس کی تحریر بہترین ہو، اسے سلیکٹ کر کے اس ماہنامہ کی زینت بنایا جاتا ہے۔ اسلامی بہنوں کی یہ تحریرات بھی مدینہ مدینہ ہوتی ہیں۔ ہماری بہنوں میں چھپی ہوئی صلاحیت و قابلیت اس پیارے پیارے ماہنامہ کے ذریعے ظاہر ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں: ”عورت ناقصہ ہوتی ہے“ مگر سچ کہئے تو نگاہِ مرشد کے فیض سے ہم ناقصاؤں کی تحریر کے ذریعے کتنے لوگ کامل راستے پر چلیں گے، اس کا ہم اندازہ نہیں کرسکتے! لہٰذا ہم سب کو اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کر کے لکھنا چاہئے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ پاک تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سُرخ اونٹ ہوں۔[8] وہ لوگ قابلِ رشک ہیں جنہوں نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ جاری کروایا کیونکہ وہ اس کے ذریعے اپنے لئے صدقۂ جاریہ کا کثیر ثواب اکٹھا کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اِن شاءَ اللہ۔ اس ثواب کے ہم بھی حق دار بن سکتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم اس کی دعوت کو عام کریں اور دیگر لوگوں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب

دلائیں خصوصاً شخصیات (ٹیچرز، ڈاکٹرز اور دیگر دنیاوی شعبہ جات سے منسلک افراد) تک اس کی دعوت کو پہنچائیں کیونکہ یہ شخصیات کثیر لوگوں سے وابستہ ہوتی ہیں جب ان تک اچھا لٹریچر پہنچے گا تو یہ اپنے سے وابستہ افراد کو بھی اس کے مطالعے کی ترغیب دلائیں گے، یوں نیکی کی دعوت کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا، علمِ دین پھیلتا جائے گا جس کے نتیجے میں باکردار معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ان شاءاللہ۔ لہٰذا عزم کرلیجئے کہ اس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو گھر گھر پہنچانا ہے۔ امیر اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دھوم مچائے گھر گھر
یا رب! جا کر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

قرآنِ کریم سے دس اسمائے مصطفےٰ

فرسٹ: ہمشیرہ سمیع اللہ (سیالکوٹ)

اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذاتی اسمِ گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے اور محمد کا معنیٰ ہے: "جس کی بار بار حمد کی گئی ہے"، خود اللہ پاک نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور نے نہیں کی۔ اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو متعدد مقامات پر صفاتی ناموں سے مخاطب فرمایا ہے، جسے کسی سے محبت ہو، وہ اپنے محبوب کو اس کے اوصاف سے مخاطب کرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے: جس طرح اللہ پاک کے صفاتی اسماء تقریباً ایک ہزار ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بھی تقریباً ایک ہزار صفاتی اسماء ہیں، اب یہاں قرآنِ مجید سے نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دس اسما پیش کئے جاتے ہیں: **(1) محمد:** قرآنِ پاک میں ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ (پ22، الاحزاب:40) ترجمہ کنز الایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ **(2) احمد:** عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنے زمانے کے لوگوں کو یہ بشارت دی کے میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام "احمد" ہے۔ (پ28، الصف:6) **(3) مُزّمّل:** ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چادر شریف میں لپٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے تو اس حالت میں آپ کو ندا دی گئی۔[9] **(4) مُدّثّر:** اس کا معنیٰ ہے: چادر اوڑھنے والا۔ قرآنِ پاک میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس وصف سے مخاطب کیا گیا۔[10] **(5) طٰہٰ:** یہ حُروفِ مقطعات میں سے ہے اور مفسرین نے اس حرف کے مختلف معنیٰ بھی بیان کئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ طٰہٰ تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم ہے۔[11] **(6، 7) رؤف، رحیم:** اللہ پاک نے قرآنِ کریم کے پارہ 11، سورۂ توبہ کی آیت نمبر 128 میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنے ان دو ناموں سے مشرف فرمایا۔ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دنیا میں بھی رؤف و رحیم ہیں اور آخرت میں بھی۔[12] **(8) یٰسٓ:** اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہ سیّدُ المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو "یٰسین" اور "طٰہٰ" نام رکھنے کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نام رکھنا منع ہے، کیونکہ یہ نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ایسے نام ہیں، جن کے معنیٰ معلوم نہیں، ہوسکتا ہے ان کا کوئی ایسا معنیٰ ہو، جو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے خاص ہو۔ نوٹ: جن حضرات کا نام "یٰسین" ہے وہ خود کو "غلام یٰسین" لکھیں اور بتائیں اور دوسروں کو چاہئے کہ اسے "غلام یٰسین" کہہ کر بلائیں۔[13] **(9) شاہد:** قرآنِ کریم کے پارہ 22، سورۃُ الاحزاب کی آیت نمبر 45 میں نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو "شاہد" بھی فرمایا گیا ہے۔ شاہد کا ایک معنیٰ ہے: حاضر و ناظر یعنی مشاہدہ فرمانے والا اور ایک معنیٰ ہے: گواہ۔[14] **(10) مبشر:** اس نامِ مبارک میں سیّدُ المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وصف بیان کیا جارہا ہے کہ آپ ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں۔[15] آخر میں اللہ پاک سے دعا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اوصافِ جمیلہ سے ہمیں بھی مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

(1) فیضانِ نماز، ص114 (2) شرح معانی الآثار، 1/ 226، حدیث:1014 (3) معجم اوسط، 4/ 386، حدیث:6332 (4) ترمذی، 1/ 435، حدیث: 426 (5) شعب الایمان، 7/ 138، حدیث:9761 (6) شعب الایمان، 7/ 138، حدیث:9761 (7) ترمذی، 1/ 436، حدیث:428 (8) مسلم، ص1311، حدیث:2406 (9) تفسیر صراط الجنان، 10/ 410 ماخوذاً (10) تفسیر صراط الجنان، 10/ 427 ملخصاً (11) تفسیر صراط الجنان، 6/ 173 (12) تفسیر صراط الجنان، 4/ 274 ماخوذاً (13) تفسیر صراط الجنان، 8/ 220 ماخوذاً (14) تفسیر صراط الجنان، 8/ 56 ماخوذاً (15) تفسیر صراط الجنان، 8/ 59 ماخوذاً

مرحومہ بنت محمد سلیم عطاری

بنتِ اکبر عطاریہ
بی اے-کاشی پور، ہند

مرحومہ ورزینہ عطاریہ بنت محمد سلیم عطاری 1980ء میں نیو کراچی میں پیدا ہوئیں۔

دعوتِ اسلامی سے وابستگی: مرحومہ ورزینہ عطاریہ 1993 میں 13 سال کی عمر میں پہلی بار اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شریک ہوئیں تو پھر دعوت اسلامی کے دینی ماحول ہی کی ہو کر رہ گئیں اور پھر تادمِ مرگ اپنی زندگی کے باقی 26 سال دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے دینی ماحول سے ہی وابستہ رہیں۔

دینی و دنیاوی تعلیم: مرحومہ کی دنیاوی تعلیم اگرچہ میٹرک تھی، لیکن دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہوئیں تو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مختلف کورسز (مبلغہ کورس، معلمہ کورس، تجوید کورس، 8 دینی کام کورس) کئے۔ یہ علمِ دین حاصل کرنے کے لئے کورسز میں اتنی دلچسپی لیا کرتیں کہ ذمّہ داران نے متاثر ہو کر انہیں کورس کروانے کے لئے منتخب کر لیا۔

عاشقِ رسول: مرحومہ بلاشبہ عاشقِ رسول تھیں، جب عشقِ سرکار میں ڈوب کر نعتِ رسول پڑھا کرتیں تو ان کی آواز کے سوز و گداز سے متاثر ہو کر اسلامی بہنوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔ مرحومہ نے اپنی زندگی میں پانچ حج اور لاتعداد عمرے کئے۔ مرحومہ چونکہ تقریباً 8 سال مدینہ شریف میں قیام پذیر رہیں، لہٰذا اس دوران انہوں نے دعوتِ اسلامی کا خوب دینی کام کیا، بلکہ عالمی مجلس مشاورت یا دیگر اسلامی بہنیں حج و عمرے پر آتیں تو ان کے جدول بناتیں اور حج و عمرے کی تربیت بھی کیا کرتی تھیں۔ یہی نہیں بلکہ سرکار کے مہمانوں کو عام دنوں میں بھی خوب لنگر کھلایا کرتیں اور رمضان المبارک میں تو گنبد خضرا کے سامنے دستر خوان کا اہتمام کیا کرتیں۔

دین کے لئے قربانیاں: مرحومہ نے اپنی انفرادی کوشش سے سینکڑوں اسلامی بہنوں کو عطاریہ بنایا، دین کی خاطر سفر بہت کیا کرتی تھیں، تقریباً 8 سال مدینہ شریف میں اس طرح دینی کام کیا کہ 6 ماہ مدینہ شریف تو 1 سال پاکستان میں رہتیں، زیادہ سے زیادہ چندہ / ڈونیشن جمع کروایا کرتی تھیں، لہٰذا انہیں اسی شعبے کا رکنِ کابینہ بنا دیا گیا، راتوں کو جاگ کر دعوتِ اسلامی کے کاموں میں لگی رہتیں، یوں ان کی کارکردگی عموماً سب میں نمایاں ہوتی۔

اہلِ خانہ اور علاقے کی اسلامی بہنوں کے ساتھ اخلاقیات: مرحومہ بہت زیادہ ملن سار تھیں، غریبوں کی کثرت سے مدد کرتیں، اپنے گھر کے تمام افراد کے ساتھ اچھا سلوک کرتیں، علاقے کی اسلامی بہنوں سے بھی حسنِ اخلاق سے پیش آتیں، آج بھی اسلامی بہنیں انہیں یاد کر کے غمگین ہو جاتی ہیں۔

وقتِ انتقال: وقتِ انتقال مرحومہ کی عمر 39 سال تھی، مرحومہ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی، بعد تدفین اسلامی بہنوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں۔ ایک اسلامی بہن نے مرحومہ کو مدینہ شریف میں دیکھا تو پوچھا: آپ تو فوت ہو چکی تھیں، یہاں کیوں بیٹھی ہیں تو مرحومہ نے جواب دیا میں زندہ ہوں اور ہمیشہ کے لئے مدینے میں رک گئی ہوں۔ پھر فرمانے لگیں کہ میرے بچے کو رونے مت دیا کرو کیونکہ جب یہ روتا ہے تو مجھے مدینے سے کراچی آنا پڑتا ہے۔ اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بچوں میں نظر کی کمزوری

ڈاکٹر اُمِّ سارب عطّاریہ
(سندھ گورنمنٹ ہاسپٹل، کراچی)

بچّوں میں بینائی کی کمزوری کو ایمبلی اوپیا(Amblyopia) کہتے ہیں۔ جب دماغ پوری طرح بینائی کو آنکھ کی طرف منتقل نہیں کرتا تو ایمبلی اوپیا ہو جاتا ہے۔ یہ عام طور پر ایک آنکھ میں ہوتا ہے لیکن دونوں آنکھوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایمبلی اوپیا کو سُست آنکھ یعنی Lazy eye بھی کہتے ہیں۔

دماغ اور آنکھیں قوتِ بینائی کو پیدا کرنے کے لئے اکھٹے کام کرتے ہیں۔ لہٰذا کسی ایک آنکھ کی نظر کمزور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دماغ اور وہ آنکھ اچھی طرح اکھٹے کام نہیں کر رہے، ایسی صورت میں دماغ کی توجہ دوسری آنکھ کی طرف زیادہ رہتی ہے اور اس اچھی آنکھ (Good eye) سے زیادہ اچّھا نظر آتا ہے کیونکہ دماغ کا اِرتِکاز (Focus) اسی کی طرف ہوتا ہے۔ اس طرح سست آنکھ مزید سُست ہوتی رہتی ہے اور اس سے دُھندلا دکھائی دینے لگتا ہے۔

وجوہات

(Causes)

بینائی کی کمزوری کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، ان میں سے 8 درج ذیل ہیں:

(1) آنکھ کا بھینگا پن (Strabismus)۔

(2) آنکھ کے عدسے کا دُھندلا پَن یعنی موتیا (Cataract)۔

(3) پپوٹے کا جھکاؤ (ptosis)۔

(4) وقت سے پہلے پیدائش (Premature birth)۔

(5) بھینگے پن یا نظر کی کمزوری کا موروثی ہونا۔

(6) آنکھوں کا تِرچھا پن (Astigmatism)۔

(7) کوئی بھی ایسی بیماری جس میں آنکھوں پر اثر پڑے۔

(8) نظر کی اضطراری خرابی (Refractive error)۔

زیادہ خطرے والی عمر

نو سال سے کم عمر کے بچّے ہائی رسک ہوتے ہیں، بچّہ جتنا چھوٹا ہو گا، خطرہ اتنا ہی زیادہ ہو گا کیونکہ اس عمر میں بچّوں کی بینائی بن رہی ہوتی ہے لہٰذا بچپن میں جتنی جلدی ایمبلی اوپیا کی تشخیص (Diagnose) ہو جائے بہتری کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ مشکل اس وقت ہوتی ہے جب بچّے کی آنکھوں میں بظاہر کوئی مسئلہ دکھائی نہ دے اور وہ بالکل دُرست ہوں (well-aligned eyes) کیونکہ عام طور پر ایسے بچوں کی نظر کی کمزوری یا خرابی کی طرف ذہن ہی نہیں جاتا لہٰذا ڈاکٹر کی طرف رجوع بھی نہیں کیا جاتا۔

ایمبلی اوپیا کا علاج

(Treatment of Amblyopia)

آنکھوں کا معاملہ نہایت حسّاس ہوتا ہے اور بچّوں میں ایمبلی اوپیا کی نوعیت بھی ایک دوسرے سے کافی مختلف ہوتی ہے لہٰذا اس معاملے میں ماہر ڈاکٹر ہی سے رجوع کرنا چاہئے تاکہ وہ بچّے کی عمر اور ایمبلی اوپیا کے اسباب پر غور کرکے بہترین علاج تجویز کرے۔

البتہ اس کے دو طریقۂ علاج درج ذیل ہیں:

(1) نظر کا چشمہ (Eyesight glasses):

نظر کو اچھا کرنے کے لئے چشمے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ چشمے سے دونوں آنکھوں کا فوکس صحیح ہو جاتا ہے اور ایک ساتھ کام کرنے میں مدد ملتی ہے، لہٰذا جس بچّے کے لئے ڈاکٹر نظر کا چشمہ تجویز کرے اس بچّے کو جاگتی حالت میں ہر وقت چشمہ پہننا ضروری ہے۔

(2) پیچنگ (Patching):

یہ ایسا طریقۂ علاج ہے جس میں بہتری (Improvement) کے امکانات زیادہ ہیں خاص طور پر اگر بچّے کا چھوٹی عمر میں ہی علاج شروع ہو جائے۔

اس طریقۂ علاج میں مضبوط آنکھ کی Vision (یعنی بصارت) کو بلاک کر دیا جاتا ہے تاکہ سُست آنکھ زیادہ کام کرے اور اس کی Vision بھی مضبوط ہو۔

آئی پیچ (Eye patch) ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے جو کہ بچے کی اچھی نظر والی آنکھ (Good eye) پر لگا کر اسے ڈھک دیا جاتا ہے اس کا دورانیہ عمر کے حساب سے ہے، اگر بچہ 4 سال کا ہے تو 4 گھنٹے، 5 سال کا ہے تو دن میں پانچ گھنٹے اور اسی طرح بچّہ جتنا بڑا ہو جائے، پیچنگ کا دورانیہ بھی اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے، پیچنگ کے دوران بچّوں سے آنکھوں کے استعمال والے کام کروائے جائیں جیسا کہ لکھنا، پڑھنا وغیرہ۔

اس طریقۂ علاج کے دوران بچّے کو وقتاً فوقتاً ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لئے لے جانا ضروری ہے تاکہ وہ بتا سکے کہ کتنے عرصے تک بچے کو پیچ کی ضرورت ہے کیونکہ نظر میں بہتری آنے کی صورت میں پیچنگ کا دورانیہ کم کرکے آہستہ آہستہ بند کیا جاتا ہے۔

آئی پیچنگ کے دوران بچّے کو آنکھ کا چشمہ لگا ہوا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ آنکھ اور دماغ کا مرکزِ توجہ ایک ہی امیج (Image) ہو۔

شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز

ڈیرہ اسماعیل خان میں شخصیات اجتماع

پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان فرمایا

دعوتِ اسلامی کی جانب سے 6 مئی 2022ء بروز جمعہ ڈیرہ اسماعیل خان شہر کے علاقے ڈیرہ سٹی میں شخصیات اجتماع منعقد کیا گیا جس میں خواتین شخصیات نے شرکت کی۔ پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہن نے آخرت کی تیاری کا ذہن دیتے ہوئے اسلامی بہنوں کو دینی ماحول سے وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی نیز دعوتِ اسلامی کا تعارف بیان کر کے سنتوں بھرے اجتماع و دیگر دینی کاموں میں حصہ لینے کا ذہن دیا جس پر اجتماع میں شریک خواتین نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

عالمی آفس کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

پچھلے دنوں کراچی میں عالمی آفس کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ ہوا جس میں نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہن نے احساس ذمہ داری کے ساتھ معیار کے مطابق آفس ورک کرنے کے حوالے سے تربیت کرتے ہوئے تنظیمی اور اخلاقی تربیت سے متعلق مدنی پھول دیئے۔ اس موقع پر اسلامی بہنوں کو درپیش مسائل کو احسن انداز میں حل کرنے کے طریقے بھی پیش کئے۔ اسلامی بہنوں کو آفس ورک کے ساتھ ساتھ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بھی وقت دینے کا ذہن دیا گیا جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتیں پیش کیں۔

سُرجانی ٹاؤن میں محفلِ نعت کا انعقاد

محفل میں نگرانِ عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہن کا بیان

دعوت اسلامی کے تحت 15 مئی بروز اتوار سُرجانی ٹاؤن میں محفلِ نعت کا انعقاد ہوا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہن نے ”آخرت کی تیاری“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور محفلِ نعت میں موجود اسلامی بہنوں کو زندگی اللہ پاک کی بندگی میں گزارنے کا ذہن دیا۔ نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہن نے اسلامی بہنوں کو ہر بدھ کو اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کا ذہن دیا جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

پشاور کے فیضان اسلامک اسکول سسٹم میں مدنی حلقہ

پرنسپل، ٹیچرز اور مدنی عملے کی اسلامی بہنوں نے شرکت کی

9 مئی 2022ء بروز پیر پشاور میں قائم فیضان اسلامک اسکول سسٹم میں مدنی حلقہ لگایا گیا جس میں پرنسپل، ٹیچرز اور مدنی عملے کی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہن نے اسکول کا وزٹ کیا اور اسلامی بہنوں کو مختلف دینی کاموں میں عملی طور پر حصہ لینے کی ترغیب دلائی۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے آفیشل نیوز ویب سائٹ ”دعوتِ اسلامی کے شب وروز“
Link: news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے اپریل 2022 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		1684	5194	6878
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		31196	76879	108075
مدرستہ المدینہ (اسلامی بہنیں)	مدارس المدینہ کی تعداد	3170	5256	8426
	پڑھنے والیاں	23487	56154	79641
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	3774	10194	13968
	شرکائے اجتماع	108015	290508	398523
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		29554	100173	129727
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		12290	21144	33434
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		145172	667583	812755
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		34785	63286	98071

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے ستمبر 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جون 2022ء

1 قرآن کریم میں ایمان والوں کے لئے 10 بشارتیں

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

ذوالقعدۃ الحرام کے چند اہم واقعات

2 ذوالقعدۃ الحرام 245ھ یومِ وِصال
حضرت ابوالفیض ثوبان المعروف ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438ھ پڑھئے۔

2 ذوالقعدۃ الحرام 1367ھ یومِ وِصال
خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438 تا 1440ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ ”تذکرۂ صدرالشریعہ“ پڑھئے۔

8 ذوالقعدۃ الحرام 1118ھ یومِ وِصال
سلطان محی الدین ابوالمظفر محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438ھ پڑھئے۔

21 ذوالقعدۃ الحرام 1433ھ یومِ وِصال
محبوبِ عطّار، رُکنِ شوریٰ حاجی زَم زَم رضا عطّاری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
مکتبۃُ المدینہ کی کتاب ”محبوب عطار کی 122 حکایات“ پڑھئے۔

26 ذوالقعدۃ الحرام 1370ھ یومِ وِصال
امیرِ ملّت، حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438 اور 1439ھ پڑھئے۔

28 ذوالقعدۃ الحرام 360ھ یومِ وِصال
حافظُ الحدیث، حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438 اور 1439ھ پڑھئے۔

30 ذوالقعدۃ الحرام 1297ھ یومِ وِصال
والدِ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی نقی علی خان قادری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1439ھ پڑھئے۔

ذوالقعدۃ الحرام 5ھ غزوۂ خندق
اس غزوہ میں 7 صحابۂ کرام نے جامِ شہادت نوش فرمایا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438، 1439ھ اور
مکتبۃُ المدینہ کی کتاب ”سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 322 تا 342“ پڑھئے۔

ذوالقعدۃ الحرام 6 ہجری
واقعہ صلحِ حُدیبیہ وبیعتِ رضوان
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدۃ الحرام 1438، 1439ھ اور
مکتبۃُ المدینہ کی کتاب ”سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 346 تا 361“ پڑھئے۔

ذوالقعدۃ الحرام 54ھ وِصالِ مبارک
اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی اُمِّ سلمہ ہند بنتِ ابوامیہ رضی اللہ عنہا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب، ذوالقعدۃ الحرام 1438ھ
اور المدینۃُ العلمیہ کی کتاب ”فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین“ پڑھئے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بڑھاپے کا وقار

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ

اَلحمدُلِلّٰہ سَنِ ہجری کے حساب سے میں اپنی زندگی کے 74 سال گزار چکا ہوں، بزرگوں (یعنی بوڑھے صاحبان) کی خدمت میں کچھ مدنی پھول پیش کرتا ہوں: بسا اوقات "بزرگوں" کو اولاد اور گھر کے دیگر افراد سے شکایات ہوتی ہیں کہ ہماری عزت نہیں کرتے، ہمارے ساتھ احترام سے پیش نہیں آتے اور ہماری باتوں پر توجہ نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ خود کو تھوڑا سنبھالیں، اپنے اوپر کنٹرول رکھیں اور کچھ احتیاطیں بھی کریں تو اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم آپ ان کے ہاں معزز بن جائیں گے اور آپ کی باتیں بھی سنی اور مانی جائیں گی۔

پہلی بات تو یہ کہ آپ "لُوز ٹاکنگ نہ کیا کریں" کیونکہ بعض اوقات "بزرگوں" میں یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بے موقع بولتے، بچّوں کو ٹوکتے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں، ہر کسی کی باتوں اور گھر کے ہر معاملے میں اِنٹرفیئر کرتے ہیں، نہ کہنے کی باتیں اُگل دیتے، دوسروں کے سامنے اپنے گھر کے راز کھول دیتے یا اپنے ایسے راز خود ہی بیان کر دیتے ہیں کہ جن کا چھپانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر "بزرگ شخص" اس طرح کے کام کرتا رہے گا تو معزز نہیں بن سکے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایسی صورتِ حال میں گھر کے لوگ تنگ آ کر دعا کرتے ہوں کہ "یَااللہ! ان کی مٹّی ٹھنڈی کر! ہر معاملے میں یہ ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں، ان کا دماغ کام نہیں کرتا، یہ بَس کسی کے محتاج نہ ہوں، انہیں ایمان و عافیت کے ساتھ دنیا سے اُٹھا لے یعنی موت دے دے!" ایسی دعا کرنے والے بھی مُعاشرے میں آپ کو ملیں گے۔

بَسا اوقات "بزرگ لوگ" کہتے ہیں کہ ہم تو صحیح بات کرتے ہیں، کیا صحیح بات بھی نہ کریں؟ تو ٹھیک ہے آپ "اپنی صحیح بات" کرتے رہیں، مگر پھر تیار رہیں کہ ہو سکتا ہے گھر کے سارے لوگ مِل جُل کر آپ کو گھر کے کسی کونے میں ڈال دیں یا ہو سکتا ہے کہ اولڈ ہاؤس ہی پہنچا دیں۔ میرے بھولے بھالے بزرگو! یہ ضروری نہیں کہ جس بات کو آپ صحیح سمجھتے ہوں وہ حقیقت میں صحیح بھی ہو، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ جس صحیح بات کو آپ جس موقع پر کر رہے ہوں وہ موقع اس بات کے کرنے کا بھی ہو، ہو سکتا ہے کہ آپ کی بات تو صحیح ہو مگر وہ وقت اور موقع اس بات کے کرنے کا نہ ہو، لہٰذا پہلے یہ غور کیجئے کہ آپ کی بات مانی جائے گی یا نہیں، وہ موقع بات کرنے کا ہے یا نہیں، اگر آپ کو یہ لگے کہ آپ کی بات نہیں مانیں گے تو پھر مہربانی فرما کر آپ چُپ رہیں اور اپنا وَقار بَرقَرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی عزت کو بھی بَحال رکھیں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ "ہنستے اور مسکراتے رہئے" جو "بزرگ" ہنستے اور مسکراتے رہیں گے، جب تک شریعت واجب نہ کرے تب تک اولاد اور گھر والوں وغیرہ کے معاملات میں انٹرفیئر نہیں کریں گے تو بہت امید ہے کہ اس کی عزت بَنی رہے۔ میں نے کئی عمر رسیدہ بزرگ سُنّی علمائے کرام کی زیارت کی ہے کہ شریعت پر چلنے، لوز ٹاکنگ نہ کرنے، شور شرابے سے بچنے، نیز عمدہ اَخلاق اپنانے اور مسکراتے رہنے کے سبب لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام ہوتا اور معاشرے میں ان کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ اگرچہ عالم نہیں ہیں مگر بڑھاپے میں بھی معزز و محترم بنے رہنا چاہتے ہیں تو اپنی بہو بیٹیوں، بیٹوں، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں سب کے ساتھ باوقار رہئے، چِڑچِڑے پَن اور غصے سے بچتے رہئے، ہنستے اور مسکراتے رہئے، اللہ پاک نے چاہا تو آپ کی عزت بنی رہے گی، ورنہ خدانخواستہ روتے رہیں گے کہ میری اولاد میرا احترام نہیں کرتی، میرا ادب نہیں کرتی، گھر کے لوگ مجھے عزت نہیں دیتے وغیرہ۔ اللہ کرے آپ کو اپنی عزت کا مطالبہ کرنا ہی نہ پڑے اور آپ کی اولاد اور گھر کے دیگر افراد آپ کا احترام کرتے رہیں۔ اگر میرے مدنی پھولوں کے مطابق عمل کریں گے تو اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم بڑھاپا سکون کے ساتھ گزرے گا۔ اللہ پاک میرے کہے کی لاج رکھے۔ اٰمِین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون 21 ذوالقعدۃ الحرام 1442 ہجری مطابق 21 جون 2021ء کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کر کے امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ سے نوک پلک سنوار کر پیش کیا گیا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931